بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 24

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

06 ذوالحجہ 1445 ہجری قمری • 13 احسان 1403 ہجری شمسی • 13 جون 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۸﴾

(سورۃ یونس، آیت 68)

ترجمہ : وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 جون 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اُسی دن نصیب ہوتا ہے جب اللہ جَلَّ شَانُہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں، مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلوں پر سے پردہ اٹھادے، جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا۔ پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے۔ جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے اَنَا الۡمَوۡجُوۡدُ کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اس کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جَلَّ شَانُہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا ہے اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں ہی سے ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے اور اپنی روح اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدَّث کہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 16، ایڈیشن 2018، قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(2588) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہیکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار ہوئے اور آپؐ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپؐ نے اپنی ازواج سے اجازت لی کہ آپؐ بیماری کے دِنوں میں میرے گھر میں رہیں۔ انہوں نے آپؐ کو اجازت دی۔ آپؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لئے ہوئے باہر نکلے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر لکیر ڈالتے جاتے تھے اور آپؐ حضرت عباسؓ کے درمیان اور ایک اور شخص کے درمیان تھے۔

ہبہ دیکر واپس لے لینے والے کی مثال

(2589) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہبہ سے پھر جانے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے پھر اپنی قے واپس (کھا) لیتا ہے۔

صدقہ دو، بند کر کے نہ رکھا کرو، ورنہ تم سے بھی بند کر کے رکھا جائے گا

(2590) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ: میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس اور تو کوئی مال نہیں مگر وہی جو زبیرؓ نے مجھے لا کر دیا ہے۔ کیا میں اس میں سے صدقہ دوں؟ آپؐ نے فرمایا: صدقہ دو، بند کر کے نہ رکھا کرو، ورنہ تم سے بھی بند کر کے رکھا جائیگا۔ (بخاری کتاب الهبہ)

......☆......☆......☆......

صفا اور مروہ پر ہر حاجی کو سات دفعہ دوڑنا پڑتا ہے

یہ دوڑنا حضرت ہاجرہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کا ایک اقرار ہوتا ہے، یہ دوڑنا اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اگر ہمیں بھی خدا کیلئے کسی وقت اپنے عزیزوں کو چھوڑنا پڑا تو ہم انہیں چھوڑنے میں کوئی دریغ نہیں کریں گے

حج اُس سچّے اخلاص کے واقعہ کو بھی تازہ کرتا ہے جس کا نمونہ آج سے چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دکھایا اور جس کے نتائج آج تک دنیا کو نظر آرہے ہیں۔ اُور کی سرزمین میں آج سے چار ہزار سال پہلے ایک مشرک گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا (دیکھو پیدائش باب 11 آیت 28) اُس نے ایسے لوگوں میں تربیت پائی جن کا رات دن مشغلہ خدا کا شریک بنانا اور بتوں کی پرستش کرنا تھا۔ مگر وہ بچہ ایک نورانی دل لے کر پیدا ہوا تھا اور وہ بچپن سے ہی بُتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ جب دنیا کی بڑھتی ہوئی گمراہی اور اُس کے طوفانِ ضلالت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے چاہا کہ بنی نوع انسان میں سے کسی کو اپنا بنائے تو اُس کی جوہر شناس نگاہ نے کسدیوں کی بستی میں سے ابراہیم کو چنا (پیدائش باب 11 آیت 31) اور اُسے اپنے فضل سے ممسوح کیا اور اُسے کہا کہ اے ابراہیم جا اور اپنے بیٹے کو قربان کر تا کہ لوگوں سے الگ میری خاص حفاظت اور نگرانی میں ایک پنیری لگائی جائے۔ نیکی اور تقویٰ کی پنیری۔ ایک چشمہ پھوڑا جائے۔ پاکیزگی اور طہارت کا چشمہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا بہت اچھا میں تیار ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس بیٹے کو جو بڑھاپے میں نصیب ہوا تھا، اس وادیٔ غیر ذی زرع میں لاکر چھوڑ دیا جس کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ اُس میں کھانے اور پینے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ ایسی پُر خطر اور بھیانک وادی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف اس لئے اپنے بیٹے اور اُس کی والدہ کو چھوڑا تا کہ خدا کا ذکر بلند ہو اور اُس کی کھوئی ہوئی عظمت دنیا میں پھر قائم ہو۔ صرف ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور اُس ماں اور بچے کو دیئے گئے جن کے متعلق یہ الٰہی فیصلہ تھا کہ اب انہوں نے اسی جنگل میں ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی بسر کرنی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور کتنے دن کام دے سکتی ہے۔ پھر سوائے ریت کے ذرّوں اور آفتاب کی چمک کے اور کوئی چیز میری بیوی اور بچے کیلئے نہیں ہوگی۔ یہ سوچتے ہی اُن پر رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت ہاجرہؓ ان کی آنکھوں کی نمی اور ہونٹوں کی پھڑ پھڑاہٹ سے سمجھ گئیں کہ بات کچھ زیادہ ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے چلیں اور کہنے لگیں ابراہیمؑ! تم ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہو یہاں تو پینے کیلئے پانی تک نہیں اور کھانے کیلئے کوئی غذا نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دینا چاہا مگر رقّت کی وجہ سے آواز نہ نکل سکی۔ تب حضرت ہاجرہؓ نے کہا کہ کیا آپ خدا کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں یا اپنی مرضی سے؟ اس پر انہوں نے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا دیئے جس کے معنے یہ تھے کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت ایسا کر رہا ہوں۔ اس جواب کو سُن کر یقین اور ایمان سے پُر ہاجرہؓ جو اپنی جوانی کی عمر میں تھی اور جس کا ایک ہی بیٹا تھا جو اُس وقت موت کی نذر ہو رہا تھا فوراً رُک گئی اور کہنے لگی اگر

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 24 مئی 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النبیین)
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
واقفاتِ نو ناصرات الاحمدیہ یو کے کی حضور انور سے ملاقات
جنازہ حاضر وغائب ۔ وصایا، نظم
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

- بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے
اسکے برعکس بعض احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ بھیڑ بکریوں کے گلہ کی حفاظت کیلئے، کھیت کی نگرانی کیلئے اور شکار کرنے کی خاطر کتے رکھے جاسکتے ہیں*

- حدیث میں آتا ہے کہ شکاری کتے کا مارا ہوا شکار، حلال ذبیحہ ہے اگر شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے سدھائے گئے کتے کو شکار پکڑنے کیلئے بھیجو اور تم نے اس پر بسم اللہ پڑھ لی ہو تو اگر کتا اس میں سے خود کچھ نہ کھائے اور تمہارے لیے روک رکھے تو اس کا پکڑا ہوا شکار تم کھالو، اگرچہ کتے نے شکار کو مار دیا ہو پھر بھی وہ تمہارے لیے حلال ہے*

- پس میرے نزدیک ان ارشادات سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ بلاوجہ کتے رکھنا منع ہے، لیکن اگر کوئی کسی جائز ضرورت کے لیے کتے رکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، لیکن ایسی صورت میں کتوں کو اپنے ساتھ گھروں کے اندر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ انہیں گھر سے باہر کسی الگ جگہ پر رکھنا چاہیے*

- بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کتا اس وجہ سے رکھنے کی ممانعت ہے کہ وہ ایسا پلید جانور ہے کہ اس کے مس کر جانے سے چیزیں اور کپڑے وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں، لیکن یہ خیال درست نہیں ہے البتہ چونکہ اس کے لعاب میں بعض ایسے بیکٹیریا ہوتے ہیں جو بعض اوقات انسانی صحت کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہوسکتے ہیں، اس لیے اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو انسانی استعمال میں لانے سے قبل اچھی طرح دھونا ضروری ہے*

- حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے زمانہ کے مطابق اور اُس دور میں پائے جانے والے انسانوں کی قابلیت کے مطابق شریعت عطا فرمائی گئی
اسکے بعد حضرت نوح علیہ السلام پر انکے زمانہ اور حالات کے مطابق شریعت نازل ہوئی، جسکی اتباع میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مبعوث ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل تک مبعوث ہونے والے تمام انبیاء اسی شریعت کے پیروکار رہے*

- حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسوی شریعت ہی کی تائید اور تجدید کیلئے مبعوث ہوئے تھے، انہیں کوئی الگ شریعت نہیں دی گئی تھی
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت ﷺ تک جس قدر انبیاء آئے وہ سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع اور ان کی شریعت پر عمل کرنے والے تھے
انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحف ملے وہ دراصل موسوی شریعت ہی کی فرع تھے، کوئی نئی شریعت نہیں تھی*

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 71)

سوال: یوکے سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ میری ایک غیر احمدی دوست کہتی ہے کہ ہم گھروں کے اندر کتے نہیں رکھ سکتے کیونکہ فرشتے کتوں کو پسند نہیں کرتے۔ میرا سوال ہے کہ کیا ہم مسلمان اپنے گھروں کے اندر کتے رکھ سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 6؍دسمبر 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب بَاب ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ) یعنی فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس میں جس میں تصاویر یعنی بت ہوں۔

لیکن اس کے برعکس بعض احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ تین اغراض کی خاطر کتے رکھے جاسکتے ہیں۔ بھیڑ بکریوں کے گلہ کی حفاظت کے لیے، کھیت کی نگرانی کے لیے اور شکار کرنے کی خاطر۔ (بخاری کتاب المزارعۃ باب اقتناء الکلب للحرث)

اسی طرح قرآن مجید سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سدھائے گئے شکاری جانوروں کے ذریعہ کیا گیا شکار جائز ہے۔ (سورۃ المائدہ:۵) اور حدیث میں آتا ہے کہ شکاری کتے کا مارا ہوا شکار حلال ذبیحہ ہے اگر شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے۔ چنانچہ حضرت عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ سے کتے کے ذریعہ شکار کرنے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے سدھائے گئے کتے کو شکار پکڑنے کے لیے بھیجو اور تم نے اس پر بسم اللہ پڑھ لی ہو تو اگر کتا اس میں سے خود کچھ نہ کھائے اور تمہارے لیے روک رکھے تو اس کا پکڑا ہوا شکار تم کھالو۔ اگرچہ کتے نے شکار کو مار دیا ہو پھر بھی وہ تمہارے لیے حلال ہے۔
(بخاری کتاب الذبائح والصید باب اذا اکل الکلب)

پس میرے نزدیک ان ارشادات سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ بلا وجہ کتے رکھنا منع ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی جائز ضرورت کے لیے کتے رکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، لیکن ایسی صورت میں کتوں کو اپنے ساتھ گھروں کے اندر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ انہیں گھر سے باہر کسی الگ جگہ پر رکھنا چاہیے۔

کتے والے گھر میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے والی حدیث کے ایک یہ معانی بھی ہوسکتے ہیں کہ جس گھر میں گندی فطرت اور غلاظت بھری خصلتوں والے دنیاوی لالچوں میں پڑے ہوئے لوگ رہتے ہوں جن کی ہر وقت اس طرح رالیں ٹپکتی رہتی ہوں جس طرح غیر تربیت یافتہ کتوں کی رالیں ٹپکتی ہیں اور وہ ہر آنے جانے والے پر بھونکتے رہتے ہیں وہاں خدا تعالیٰ کی برکات اور فضل نازل نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم نے بھی ایسے لوگوں کے لیے کتے ہی کی مثال بیان فرمائی ہے، جو صرف دنیاوی خواہشات اور ذاتی ہوس کا شکار ہوتے ہیں اور روحانی ترقی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی مثال اس کتے کی مانند ہے کہ اگر اسے مارنے کے لیے کوئی چیز اٹھائی جائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ (سورۃ الاعراف:177)

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کتا اس وجہ سے رکھنے کی ممانعت ہے کہ وہ ایسا پلید جانور ہے کہ اس کے مس کر جانے سے چیزیں اور کپڑے وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ خیال درست نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کتے کے کسی برتن میں منہ ڈالنے پر اسے سات دفعہ دھونے، ایک شخص کے ایک پیاسے کتے کو جو شدت پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اپنے موزہ میں پانی لا کر پلانے پر اللہ تعالیٰ کے اس بندہ کو جنت میں داخل کر دینے، آنحضور ﷺ کے عہد مبارک میں کتوں کے مسجد کے صحن میں آنے جانے اور وہاں پیشاب کر دینے اور صحابہ کا اس پر پانی نہ بہانے، اور سدھائے ہوئے کتے کے مارے ہوئے شکار کو کھانے کے جواز کے مضامین پر مشتمل احادیث کو ایک ہی جگہ درج کر کے اپنے اس موقف کا اظہار کیا ہے کہ فی ذاتہ کتا کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے ساتھ بلا وجہ نفرت کی جائے، وہ بھی دوسرے جانوروں کی طرح کا ہی ایک جانور ہے۔ البتہ چونکہ اس کے لعاب میں بعض ایسے بیکٹیریا ہوتے ہیں جو بعض اوقات انسانی صحت کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں، اس لیے اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو انسانی استعمال میں لانے سے قبل اچھی طرح دھونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کتا انسان کی کسی چیز سے مس کر جائے تو وہ چیز پلید نہیں ہوتی اور قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے سدھائے ہوئے کتوں سے تو مختلف کام لینا بھی جائز ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الوضوء بَاب الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الْإِنْسَانِ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تشریح کی ہے۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے۔ یہ تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ فرشتے آتے ہیں جہاں کتا بھی ہوتا ہے اور تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر بھی تصویریں لٹکی ہوتی تھیں اور کتا بھی پھرا کرتا تھا، وہاں تو فرشتے کوئی نہیں ڈرتے تھے۔ یہاں کتے سے مراد یہ ہے کہ کتا دل نہ ہو۔ دل اگر کسی کا کتا ہو، بھونکنے والا ہو تو فرشتے وہاں نہیں آتے۔ اور دوسرا ایک اَور معنی بنتے ہیں ظاہری طور پر کہ انگریزوں میں تو کتے بہت تربیت یافتہ ہوتے ہیں وہ یونہی حملہ نہیں کرتے، ہمارے ملک میں کتے ٹرینڈ نہیں ہوتے اور اگر غلطی سے چلے جاؤ تو وہ وحشیانہ طور پر آ کے زخمی کر دیتے ہیں، حملہ کر دیتے ہیں۔ جو نیک لوگ ہیں بیچارے وہ تو ایسے گھروں میں جانے سے توبہ ہی کرتے ہیں۔ فرشتوں کی طرح وہ ایسے گھروں میں نہیں جاتے۔'' (روزنامہ الفضل 24؍مارچ 2000ء صفحہ 4۔ ریکارڈنگ 24؍اکتوبر 1999ء)

اسی طرح ایک اَور جگہ حضورؒ نے فرمایا: ''مراد صرف یہ ہے کہ اگر کتے کاٹنے والے ہوں اور پوری طرح ٹرینڈ نہ ہوں تو جو بھی مہمان بے چارہ شریف آدمی جائے گا اس کو کتا بھونک کے پڑتا ہے۔ فرشتے سے مراد نیک دل آدمی، اچھے لوگ بھی ہیں۔ جس کے گھر میں کتا بدتمیز ہوگا وہاں تمیز والے لوگ نہیں جاتے۔'' (روزنامہ الفضل 17؍جون 2000ء صفحہ 4۔ ریکارڈنگ 10؍نومبر 1999ء)

پس کسی جائز مقصد کے لیے کتے رکھنا اور انہیں تربیت دے کر سدھا لینا جائز ہے۔ تربیت یافتہ اور سدھائے ہوئے کتے بہت سمجھدار ہوتے ہیں اور اپنے مالک کے ساتھ نہایت وفادار اور اس کی حفاظت کے لیے بہت مستعد ہوتے ہیں۔ اپنے مالک کی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے
وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا (رسالہ الوصیت)

اللہ کے وعدوں کے مطابق ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی آپؑ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا اظہار ہے جس کی وجہ سے ہم ہر سال دنیا میں ہر جگہ جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے 27؍مئی کو یوم خلافت مناتے ہیں

دورِ خلافتِ خامسہ میں درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا۔ درجنوں ملکوں میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خود اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی راہنمائی کر کے خلافت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھا کر لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جارہا ہے

خلافت خامسہ کا دَور ہے تو اس میں جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ دشمن کی بھرپور کوششوں کے باوجود جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھنے والے ہیں۔ پس جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی جماعت کے ساتھ جُڑے رہنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

دنیاوی طور پر اب کوئی جتنا چاہے زور لگالے کبھی خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علیحدہ ہو کر نہیں ہوسکتا

27؍مئی یومِ خلافت کی مناسبت سے دنیا بھر میں خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی برکات اور اس کی تائید پر مشتمل بعض ایمان افروز واقعات کا پُر اثر بیان

مکرم چودھری محمد ادریس نصر اللہ خان صاحب آف کینیڈا اور مکرم کنور ادریس صاحب آف کراچی کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍مئی 2024ء بمطابق 24؍ہجرت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں دین اسلام کی تجدید کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اور پھر اللہ کے وعدوں کے مطابق ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا اظہار ہے جس کی وجہ سے ہم ہر سال دنیا میں ہر جگہ جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے 27؍مئی کو یوم خلافت مناتے ہیں۔

26؍مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا اور 27؍مئی کو جماعت نے خدائی وعدوں کے مطابق حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب کر کے آپؓ کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کو جاری رکھنے کا عہد کیا اور بیعت کی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر جماعت جمع ہوئی اور باوجود بعض اندرونی مخالفتوں اور ہر قسم کے نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم نے دیکھے اور آپؓ کی خلافت تقریباً باون ۵۲ سال جاری رہی اور اس دَور میں جماعت احمدیہ کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد خلافت ثالثہ کا آغاز ہوا اور اس دَور میں بھی جماعت کی ترقی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ دشمنوں نے بڑا زور لگایا جماعت کو ختم کرنے کا لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ میں ترقی کے نظارے ہی نظر آتے ہیں۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ہوئی تو ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نظارہ دکھایا اور خلافت رابعہ کا دَور شروع ہوا جس میں دشمن نے جماعت کو ختم کرنے کی پھر بھرپور کوشش کی لیکن ہر طرح ناکامی کا منہ دیکھا اور اس دشمنی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ انگلستان میں مرکز قائم کیا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار بڑھتی چلی گئی اور جماعت کی ترقی کو روکنے والے اس ترقی کو دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کو پورا کرنے کا جلوہ دکھایا اور خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے باوجود میری بے شمار کمزوریوں کے غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازا اور جماعت کی ترقی کا قدم آگے سے آگے ہی بڑھتا گیا۔ اِس دَور میں درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا۔ درجنوں ملکوں میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خود اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی راہنمائی کر کے خلافت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھا کر لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جارہا ہے۔ خلافت سے وابستگی کے یہ نظارے اور جماعت کی ترقی کے یہ نظارے کیوں نہ ہوتے؟ یہ تو ہونے ہی تھے کہ اس کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ پس نہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو بھولنے والا اور توڑنے والا ہے اور نہ ہی اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے میں کمی کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا زمانہ۔ فرمایا: پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق

اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا اور اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 حدیث 18596 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھنے والے ہیں۔ پس جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامؑ کی جماعت کے ساتھ جڑے رہنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے جو خلافت کا نام نہاد تصور مسلمانوں میں قائم تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور اب صرف حکومتیں ہی ہیں اور یہ حکومتیں اگر جابر بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے والی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ بعض دفعہ رسی ڈھیلی تو کر دیتا ہے لیکن ظالموں کو پکڑتا ضرور ہے۔

بہرحال جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ آپؐ کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آپؑ نے بھی فرمایا کہ میرے بعد بھی جماعت میں میری خلافت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جاری رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا: مَیں خاتم الخلفاء ہوں۔ (ماخوذ ملفوظات جلد دوم صفحہ 282۔ ایڈیشن 1984ء) اب جو بھی آئے گا جس کو اللہ تعالیٰ خلافت کا مقام دے گا میری پیروی میں ہی آئے گا۔ پس دنیاوی طور پر اب کوئی جتنا چاہے زور لگا لے کبھی خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علیحدہ ہو کر نہیں ہو سکتا۔

بہرحال جب آپؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے خلافت کے جاری رہنے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ ”دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور: 56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔“

فرمایا: ”......سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو ۲ قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو ۲ جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔“

ضمناً میں یہ بھی بتا دوں کہ مَیں تو اس بات سے یہ بھی استنباط کرتا ہوں کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کی بحث میں پڑے ہوئے ہیں ان کا بھی اس میں جواب ہے کہ آپؑ نے اپنی عمر کے سال گنوا کر یہ نہیں بتایا کہ اتنے سال باقی ہیں بلکہ اپنی واپسی کا اشارہ دیا ہے اور عمر کی بحث کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ کام پورا کرنے کی اہمیت ہے۔

بہرحال آپؑ فرماتے ہیں: ”لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 306)

پس یہ وعدے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہیں کچھ پورے ہوئے، کچھ ہوں گے اور آئندہ ہم ان کو پورا ہوتا دیکھتے چلے جائیں گے۔ پس جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا تھا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپؑ کے وصال کے بعد خلافت اولیٰ کا دَور آیا اور جماعت کا قدم آگے بڑھتا گیا۔ پھر خلافت ثانیہ کا دَور آیا تو جماعت میں مزید ترقی ہوئی اور دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ پھر خلافت ثالثہ کا دَور آیا تو اس میں مزید ترقی ہوئی۔ پھر خلافت رابعہ کا دَور آیا تو ترقیات کے بھی نئے دروازے کھلے۔ پھر خلافت خامسہ کا دَور ہے تو اس میں جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے۔ دشمن کی بھرپور کوششوں کے باوجود جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ بلکہ ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں جو دُور دراز ملکوں میں بیٹھے ہیں، جنہوں نے کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا بھی نہیں ہے خود راہنمائی فرماتے ہوئے خلافت کے جھنڈے تلے آنے کی ہدایت دیتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی ایسے سینکڑوں ہزاروں لوگ ہیں جن کے سینے اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا اسے پورا کرتے ہوئے ہر روز جماعت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے خلافت قائم رکھنے کا وعدہ فرمایا تو کس طرح لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق اور اس سے جڑے رہنے کے جذبات پیدا فرماتا ہے۔ اس بارے میں بعض لوگوں کے واقعات بھی پیش کر دیتا ہوں جن سے خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے وعدے پورے ہونے کا نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔

برکینا فاسو افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت میں پہلی بار ایم ٹی اے لگا اور لوگوں نے پہلی بار خلیفہ وقت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں نم تھیں اور خوشی ان کے چہروں سے عیاں تھی۔ کچھ دن کے بعد وہاں سے ایک وفد آیا اور ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ ویسے تو ہم خلیفہ وقت سے ملاقات کے لیے نہیں جا سکتے مگر ایم ٹی اے پر خلیفہ وقت کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے۔ اور اس طرح اب یہ ہمارا روز کا معمول بن گیا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم روز خلیفہ وقت سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر رہا ہے۔ وہ جو کبھی ملے بھی نہیں ان کے دلوں میں بھی خلافت سے محبت ہے۔

پھر کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ لوگوں کی اسلام کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس بارے میں امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ایک موٹر مکینک ساما صاحب ہیں۔ اتفاق سے ایم ٹی اے پر انہوں نے مجھے کوئی خطاب کرتے ہوئے یا خطبہ سنتے ہوئے دیکھا تو یہ سن کے کہنے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے خاندان کے چودہ افراد سمیت بیعت کر لی۔ ان کے کاروبار میں کمی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ تو پھر یہ کہنے لگے کہ یہ سب کچھ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اندھیرے کے لیے ایک روشن سورج کی مانند ہے۔ خلافت کی تائید کا اظہار غیر بھی محسوس کرتے ہیں اور پھر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اب یہ افریقہ کی مثال ہے۔ اب ایک عرب ہے جرمنی میں۔ سیکرٹری تبلیغ جرمنی لکھتے ہیں کہ وہ ان کے تبلیغی سٹال پہ آئے۔ قرآن کریم جرمن ترجمہ لے گئے۔ اپنا نمبر بھی دے گئے تاکہ ان سے رابطہ رکھا جائے۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی پہ ان کو آنے کی دعوت دی گئی۔ یہ کچھ سالوں کا واقعہ ہے اس لیے گذشتہ سال سے مراد یہ ہے کہ جب یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے اس سے ایک سال پہلے۔ بہرحال اپنے امتحان کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے انہوں نے معذرت کی اور اپنی جگہ اپنے بڑے بھائی اور ایک اَور فیملی ممبر کو بھجوا دیا۔ وہاں جلسہ پر ان کے بھائی میری تقریر سننے کے بعد کہنے لگے کہ یہ شخص یقیناً خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ خلافت سچی ہے۔ موصوف نے اسی رات بیعت فارم پُر کیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

یہ جذبات صرف اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں پیدا کر سکتا ہے اور اس لیے کرتا ہے کہ اس کا یہ وعدہ ہے۔ دوسرے جو عرب دوست تھے ان کے فیملی ممبر نے پہلے دن تو بیعت نہیں کی لیکن جماعت کے بارے میں کافی سوالات پوچھتے رہے۔ میرے ساتھ عربوں کی ایک نشست بھی تھی۔ تکفیر کے حوالے سے ایک سوال کرنا چاہتے تھے۔ یہی سوال ایک اَور عرب دوست نے کر دیا جس کا میں نے ان کو بڑی تفصیل سے جواب دیا۔ یہ جواب سن کر موصوف کی تسلی ہوئی اور بیعت کی تقریب سے قبل ہی وہاں بیعت فارم پُر کر کے انہوں نے دستی بیعت کی اور اس بیعت میں شامل ہوئے۔

اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سعید روحوں کو گھیر کر جماعت میں شامل کرتا ہے اور خلافت کی تائید کے وعدے کو پورا فرماتا ہے۔ گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جگہ کرنگور (Kerngorr) ہے۔ وہاں جب جماعت کا قیام عمل میں آیا تو ایک دوست الحاجی فائے صاحب نے جماعت کی شدید مخالفت کی۔ جماعتی لٹریچر کو ہاتھ تک لگانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے لیکن ہمارے داعین الی اللہ نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دن گاؤں میں نومبائعین کے لیے تربیتی کلاس کا پروگرام رکھا گیا۔ ہمارے داعین الی اللہ نے موصوف کو اس بات پر منا لیا کہ وہ بے شک کوئی کتاب نہ پڑھیں مگر ایک دفعہ ہمارے ساتھ مشن ہاؤس چلے جائیں اور ہمارے پروگرام میں شامل ہو جائیں۔ ہم وہاں آپ کو کوئی تبلیغ نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ سے اس موضوع پر بات کریں گے۔ آپ صرف پروگرام میں شامل ہو کر ہماری باتیں سن لیں۔ چنانچہ موصوف جب مشن ہاؤس آئے تو کہنے لگے میں آپ کی کلاس میں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ یہاں ٹی وی والے کمرے میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ لیتا ہوں۔ اس پر انہیں ٹی وی والے کمرے میں بٹھا کر ٹی وی پر ایم ٹی اے لگا دیا گیا۔ انہیں وہیں چھوڑ کر باقی سارے لوگ کلاس میں شامل ہونے کے لیے مسجد چلے گئے۔ اس دوران موصوف نے ایم ٹی اے پر جو میرا خطبہ لگا ہوا تھا وہ سنا۔ کلاس کے بعد جب ان سے بات ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں۔ یعنی یہ خلافت تو مجھے سچی خلافت لگتی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ میں اب پیٹھ پھیر لوں۔ چنانچہ موصوف اپنے خاندان کے دس لوگوں سمیت بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ کیا یہ کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے سچے کر کے دکھا رہا ہے۔

خلافت سے تعلق بڑھنے کا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کا ایک اَور واقعہ یہ ہے کہ کیمرون کے شہر ”گوانڈیرے“ کے ایک محلہ میں آٹھ فیملیوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ نومبائعین کا کہنا ہے کہ ایم ٹی اے نے ہمارے بچوں کی زندگی بدل دی ہے اور دین کے بارے میں ان کے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے ایک نوجوان عبدالرحمٰن ہے جو اولیول کر رہا ہے۔ یہ میرے خطبات بڑے شوق سے سنتا ہے۔ بڑا شیدائی ہے۔ جمعہ کے دن سکول ٹیچر سے کہتا ہے کہ میں نے گھر خطبہ سننے کے لیے جانا ہے۔ اور سکول چھوڑ سکتا ہوں، خطبہ جمعہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ان کا ایمان ہے۔ ان کے والد نے کہا کہ ہر جمعہ کو سکول چھوڑ کر ایم ٹی اے پر خطبہ سننے آتا ہے اور عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ خطبہ سننے سے میرا ایمان اور علم بڑھتا ہے۔ پہلے میں جو بھی غلط کام کرتا تھا اب چھوڑ دیے ہیں۔

پس یہ لوگ ہیں جو خلافت کے ساتھ جُڑنے کے عہد کو بھی پورا کر رہے ہیں۔ یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ ترقی کر کے سب سے اوپر ہوں گے کیونکہ یہ وعدوں کے مصداق بننا چاہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت سے جوڑنے کا جو وعدہ ہے اس کے بارے میں ایک اَور واقعہ ہے۔ برکینا فاسو ایک جگہ کافی تبلیغ کی گئی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے معلم کہتے ہیں میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ان میں سے ایک آدمی بون (Bone) صاحب ہمارے گھر آئے تو انہیں ایم ٹی اے لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے ایم ٹی اے پر مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ اس شخص کو تو میں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گئے اور واپس جا کر اپنے گاؤں والوں کو بتایا تو گاؤں کے کافی اَور لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اب خدا کے فضل سے اس گاؤں میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔

پھر اسی طرح کا اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک اَور نظارہ ہے۔کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق پیدا کر رہا ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم ان پر واضح کر رہا ہے۔اس بارے میں قرغیزستان کے سلطان صاحب ہیں۔اب یہ قرغیزستان کا ایک علاقہ ہے۔ بالکل ہی دوسرا علاقہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: میرے بیٹے اور اہلیہ کو بیعت کرنے کی توفیق مل چکی تھی۔ میں نے 2017ء میں ہر جمعہ کو جماعتی مشن ہاؤس جانا شروع کیا۔جب میں اور میری اہلیہ گاڑی میں نماز جمعہ کے لیے اپنی جماعت کے مشن ہاؤس جاتے تو تقریباً بارہ کلومیٹر کے سفر میں ہم ہمیشہ خلیفہ وقت کے خطبہ کی ریکارڈنگ سنتے۔ کہتے ہیں میں نے جب بھی ان خطبات کو سنا اس کے بعد میرے احساسات بہت مضبوط ہوتے جاتے۔ یہ 22ء کی بات ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس سال 2/مئی کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے اختتام پر عید کے دن میں نے بیعت کی۔ میں یہ پہلے کرنا چاہتا تھا لیکن کسی نہ کسی طرح یہ کام رہ جاتا تھا۔کہتے ہیں میں نے مختصراً لکھا ہے لیکن جو کچھ میرے اندر روح میں ہو رہا ہے میں یہ بیان نہیں کر سکتا۔اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔میں ہر نماز میں اللہ سے اسلام کے بارے میں علم میں اضافہ کی دعا کرتا ہوں۔ ہر جمعہ کی نماز میرے لیے مسلسل کچھ نہ کچھ نیا راستہ کھول رہی ہوتی ہے۔

گنی بساؤ ایک اَور ملک ہے۔کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ لوگوں کے سینے کھول رہا ہے۔عثمان بالڈے صاحب کا ایک واقعہ ہے جو نومبائع ہیں۔ کسی اَور علاقے میں رہتے ہیں۔انہیں جب اس بات کا علم ہوا کہ ان کے رشتہ دار کثرت سے احمدیت قبول کر رہے ہیں تو وہ بعض مولویوں کو اکٹھا کر کے اس علاقے میں لے کر آئے تا کہ جماعت کی مخالفت کر سکیں۔ ہمارے معلم نے انہیں کہا کہ آپ ضرور مخالفت کریں مگر ہمارا پیغام ایک مرتبہ سن لیں۔ وہاں لوگوں میں کم از کم یہ شرافت ہے کہ مخالفت کرتے بھی ہیں تو پیغام سننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کی طرح نہیں ہیں کہ ڈھٹائی دکھائیں۔مولوی صاحب نے تو آنے سے انکار کیا۔وہ تو مولویوں کی فطرت ہے اس نے تو کرنا ہی تھا۔مگر عثمان صاحب نے دعوت قبول کی اور جماعت کا پیغام سننے آ گئے۔ چنانچہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق بتایا گیا۔جس دن وہ آئے وہ جمعہ کا روز تھا۔وہاں میرا خطبہ لگا ہوا تھا جو ایم ٹی اے پہ براہ راست آ رہا تھا۔انہیں بتایا گیا کہ ہم تمام احمدی خلیفہ وقت کا براہ راست خطبہ سنتے ہیں۔اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر خطبہ ضرور سنیں۔جس پر انہوں نے کہا کہ میں صرف تھوڑی دیر کے لیے خطبہ سنوں گا لیکن جب خطبہ سننا شروع کیا تو وقت بھول گئے اور بڑے غور سے خطبہ سنتے رہے اور مکمل خطبہ سنا۔ بعد میں کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہو سکتی جیسا کہ میں نے سنا تھا کیونکہ آپ کے خلیفہ تو صحابی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پیش کر رہے ہیں۔بعض دفعہ بعض احمدی یہ سوال اٹھا دیتے ہیں کہ ہمیں اسلامی تاریخ بتانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ لوگوں کے لیے، دوسرے مسلمانوں کے لیے تبلیغ کا ذریعہ بن رہی ہے اس لیے ضرورت ہے بتانے کی۔اور ہمارے اپنے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ہمیں بہت سوں کو اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ اَور کوئی کافر جماعت یہ کام نہیں کر سکتی کہ صحابہؓ کی سیرت بیان کرے۔اس کے بعد انہوں نے جماعت کی مخالفت ختم کر دی اور اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کر لی۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے علاقہ میں تبلیغ بھی کرتے ہیں اور باقاعدہ جماعتی نظام میں شامل ہیں۔

پھر غیروں کو خلافت کی آواز کے ذریعہ ہدایت پر لانے کا ایک اَور واقعہ کونگو کنشاسا کا ہے۔ وہاں کے لوکل مشنری کہتے ہیں۔ یہاں کے ایک علاقے میں تبلیغی مہم شروع کی گئی تو بعض غیر از جماعت احباب نے منظّم طور پر مخالفت کا آغاز کر دیا۔ پھر تین ماہ کے بعد ایک دن انہی مخالفین میں سے ایک دوست عثمان صاحب ہیں۔انہوں نے مشن سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ اپنی ساری فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ ایک دن میری بیوی سیٹلائٹ چینل دیکھ رہی تھی تو آپ کا چینل ایم ٹی اے لگ گیا۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ میں احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہوں تو اس نے مجھے بلا لیا۔ جب میں جماعت کے بارے میں غلط بولنے لگا تو بیوی نے کہا: پہلے پروگرام پورا سنو پھر بولنا۔اس وقت وہاں میرا خطبہ نشر ہو رہا تھا۔خطبہ سننے کے بعد کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ جو آواز آج میرے کانوں میں پڑی ہے یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور خلیفہ کو سننے کے بعد جماعت کی سچائی میں مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا۔

خلافت کی محبت کس طرح اللہ تعالیٰ دلوں میں پیدا کرتا ہے؟ ایمان میں کس طرح اضافہ کرتا ہے؟ ایک شخص جو ہزاروں میل دُور ہے کبھی خلیفہ سے نہیں ملا جیسا کہ میں نے پہلے کہا اپنے جذبات کا اظہار کس طرح کرتا ہے!

سینیگال کے ایک عمر صاحب ہیں۔ کہتے ہیں آپ کا خطبہ جب بھی سنتا ہوں دل میں ایک عجیب لذّت کا احساس ہوتا ہے۔ دعا کریں کہ یہ احساس ہمیشہ رہے۔ خطبہ سُن کر آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ مجھے آپ سے محبت ہے۔ دعا کریں کہ خدا، رسولؐ اور مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی محبت مجھے دنیا و مافیہا کی محبت سے بڑھ کر ہو۔آپ کی دعا سے یہ کہتے ہیں میرے کاروبار میں اضافہ ہوا ہے۔پس یہ سب اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے کا پورا ہونا ہے۔

پھر امیر صاحب بیلجیم لکھتے ہیں کہ مراکش کے ایک دوست مصطفیٰ صاحب ہیں۔لمبا عرصہ احمدیت کے بارے میں تحقیق کر کے انہوں نے بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے ہی بہت سے علماء کی صحبت میں وقت گزارا ہے لیکن خلیفۂ وقت کے خطبات نہ صرف قرآن کریم کی صحیح تفسیر ہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتے ہیں۔

کہتے ہیں یہ خطبات سننے کے بعد مجھے نمازوں کا مزہ آنے لگا ہے۔خدا تعالیٰ نے مجھے سچی خوابیں بھی دکھائی ہیں۔احمدیت نے میری زندگی بدل دی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے موصوف آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جاری خلافت کی تائید فرماتا ہے، کس طرح سینے کھولتا ہے

ایک اَور واقعہ ہے۔ گنی بساؤ کے مبلغ کہتے ہیں کہ اکیس جماعتوں میں ایم ٹی اے انسٹال کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ایک گاؤں میں گذشتہ سال تبلیغ کے ذریعہ احباب نے احمدیت قبول کر لی تھی مگر اس گاؤں کے چار خاندانوں نے احمدیت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔جب ہماری ٹیم اس گاؤں میں ایم ٹی اے انسٹال کرنے گئی تو ہمارے معلم محمد مسالیو جالو صاحب نے ان تمام خاندانوں کو بھی مسجد میں مدعو کیا کہ وہ آ کر ہمارا مسلم چینل اور ہمارے خلیفہ اور امام مہدی علیہ السلام کو دیکھیں، تصویر دیکھیں۔ جب ایم ٹی اے انسٹالیشن مکمل ہوئی تو اس وقت مغرب کا ٹائم تھا۔نماز کی ادائیگی کے لیے ٹی وی بند کیا گیا۔نماز کے بعد جب ایم ٹی اے چلایا گیا تو اس میں خطبہ آ رہا تھا۔غیر از جماعت دوست بڑے غور سے یہ سارا کچھ دیکھتے رہے۔معلم نے انہیں کہا کہ خطبہ انگلش میں چل رہا ہے میں آپ کے لیے ترجمہ کر دیتا ہوں۔ آپ کا حق ہے کہ آپ کو پتہ چل سکے کہ خلیفہ کیا کہہ رہے ہیں۔اس پر اس نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جھوٹ نہیں بول سکتے! اگر یہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہیں تو احمدیہ جماعت کبھی جھوٹی جماعت نہیں ہو سکتی اور میں ابھی اور اسی وقت احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرتا ہے۔خلافت تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔سعید فطرت لوگ اسی طرح دیکھ کر اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

گیمبیا کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک جگہ سامبے (Samba) ہے۔تبلیغ کے لیے ہم وہاں گئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا گیا۔آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں تو گاؤں کے الکالی، وہاں جو چیف ہوتا ہے، ان کا امام اور گاؤں کی ترقیاتی کمیٹی کے چیئرمین نے برجستہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدیؑ کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آج وہ پہلی مرتبہ امام مہدیؑ کی آمد کا سن رہے ہیں اور جب سے احمدیت کو دیکھا ہے بہت متاثر ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ صرف احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں کیونکہ ان کے پاس خلافت کی طاقت ہے جو سب کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔اور جب انہیں میری تصویر دکھائی تو کہنے لگے کہ اس میں سچائی نظر آتی ہے اور ہم ٹی وی پر بھی یہ دیکھتے ہیں۔ پھر سارے افراد نے جو بہت بڑی تعداد میں تھے بیعت کر لی۔ جب انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ تین مقامی زبانوں فُولا، مینڈینکا اور وُولف میں دیکھا تو کہا کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔کسی اَور فرقے کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ احمدی کر رہے ہیں اور آخر پر کہا کہ وہ اب ان شاء اللہ احمدیت پر قائم رہیں گے۔کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے کیونکہ سچا اسلام یہی ہے۔ دوسرے مولوی تو آ کے ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔

پھر مالی کے مبلغ کہتے ہیں: ایک شخص ریڈیو احمدیہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔احمدیت کی وجہ سے آج میں جہنم کی آگ سے بچ رہا ہوں۔ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے؟ تو کہنے لگے۔بعض علماء نے نماز کے متعلق کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لیے انہوں نے بھی نماز پڑھنا ترک کر دی تھی۔اب نمازوں سے ہی چھوٹ دی ہے۔مگر ریڈیو احمدیہ پر خلیفہ کا خطبہ جس میں انہوں نے نماز کی اہمیت کا بتایا اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔اس کے بعد نماز ترک کرنا میں جہنم میں جانا خیال کرتا ہوں۔پس آج سے میں احمدی ہوں اور کبھی بھی نماز نہیں چھوڑوں گا۔اس طرح نئے آنے والوں میں یہ اثر ہو رہا ہے۔ پرانوں کو بھی خاص طور پر اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

ہمارے خلاف تو یہ لوگ بولتے رہتے ہیں۔کفر کے فتوے بھی مولوی لگاتے ہیں۔خود یہ حال ہے کہ اسلام کے بنیادی رکن کے ہی انکاری ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کے ذریعہ سے لوگوں کی راہنمائی کر رہا ہے اور دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں سے ان کو رہائی مل رہی ہے۔

پھر نائیجیریا کے مبلغ کہتے ہیں۔ایم ٹی اے دیکھنے کے لیے بہت ساری جگہوں پر جو ڈشیں لگائی گئی ہیں وہاں خطبات دیکھتے ہیں اور دوسرے پروگرام دیکھتے ہیں۔تو کہتے ہیں ایک شخص نے کہا کہ مجھے جماعت کے متعلق بہت اعتراضات تھے اور دلی تسلی نہیں ہوتی تھی لیکن امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سنا اور قدرتی طور پر میرا دل تسلی پا گیا۔مجھے حقیقی اسلام مل گیا ہے اور سارے اعتراضات ختم ہو گئے اور میں نے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

پھر سعید روحوں کی راہنمائی کا ایک اَور واقعہ گیمبیا سے ایک صاحب محمد سو (Sowe) صاحب خود اپنی خواب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آئے اور ان کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ کر، خواب دیکھنے والے کے ہاتھ کو پکڑ کر اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو انہوں نے پہچانا نہیں کہ کون تھے وہ۔لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ احمدیوں کے امام ہیں۔اگلی صبح یہ ہمارے مشن آئے اور ہمارے معلم کو خواب سنائی۔معلم نے ایم ٹی اے لگا دیا جہاں خطبہ جمعہ لگا ہوا تھا۔انہوں نے جب مجھے دیکھا تو بے اختیار کہا کہ یہی تو تھے وہ جو کل رات میری خواب میں آئے تھے اور پھر اسی وقت احمدیت قبول کر لی۔

کیمرون کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وہاں کے ایک شہر ''مَرُوَہ'' میں لوگ کثرت سے ایم ٹی اے افریقہ دیکھ رہے ہیں اور جماعت میں شامل بھی ہو رہے ہیں۔ یہاں کے ایک امام معلم احمدو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمارے ایمان بڑھے ہیں اور خلیفۂ وقت کے خطبات، خطابات اور عربی پروگراموں کے ذریعہ سے ہمارے اندر ایک نور پیدا ہوا ہے اور اندھیرا ختم ہو گیا ہے۔اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایم ٹی اے اور احمدیت کے آنے سے پہلے ہم جانور تھے اور اب ایم ٹی اے نے ہمیں انسان بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ خلافت کی تائید میں کس طرح لوگوں کے دل کھولتا ہے؟ اس کی ایک اَور مثال۔کیمرون کے معلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا۔آہستہ آہستہ مسجد میں لوگ داخل ہو رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کوٹ پہنے ہوئے اور سر پر پگڑی پہنے مسجد میں داخل ہوا ہے۔نماز کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ کہنے لگے کہ میرے ایک روحانی امام ہیں اور وہ ایسا لباس پہنتے ہیں۔ اگر آپ ان کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں تو کیبل پر ایک چینل ایم ٹی اے افریقہ آتا ہے آپ وہ دیکھا کریں۔اس چینل پر ان کے خطابات آتے ہیں اور وہ اپنی مسجد میں بچوں کے ساتھ سوال جواب بھی کرتے ہیں۔آپ ان کو دیکھیں گے تو آپ

کونظر آئے گا کہ وہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تائید یافتہ ہیں۔ اس پر میں نے انہیں دس شرائط بیعت اور التقویٰ رسالہ سے تصویر نکال کے دکھائی۔ میری تصویر ان کو دکھائی اور بتایا کہ یہ مسجد اسی امام نے بنائی ہے۔ ان کو نہیں پتہ تھا کہ جماعت احمدیہ کی مسجد ہے اور میں ان کی جماعت کا ہی مشنری ہوں۔ اس پر موصوف بہت خوش ہوئے اور پھر اپنی فیملی سمیت بیعت بھی کر لی۔

پس یہ چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی خدائی تائید کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ قدرت ثانیہ کے جاری رہنے اور اس کی تائید و نصرت کا ہے اور اس ذریعہ سے اب اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے سینے کھول رہا ہے۔ غیروں کے دل میں خلافت احمدیہ کا اثر قائم فرما رہا ہے۔ سعید فطرت لوگوں کو خلافت کے ساتھ منسلک کر رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کی ایک سو سولہ (۱۱۶) سالہ تاریخ کا ہر دن اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور جماعت ہر روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے خاص فضل سے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی کو بھی کامل وفا اور اخلاص کے ساتھ ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور تا قیامت وفا شعار اور تقویٰ پر قائم رہنے والے خلافت احمدیہ کو ملتے رہیں اور وہ تمام مقاصد اللہ تعالیٰ پورے فرمائے جن کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا نظارہ دیکھے۔

نماز کے بعد دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا چودھری محمد ادریس نصر اللہ خان صاحب کا ہے جو آج کل کینیڈا میں تھے۔ نوّے (۹۰) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کے دادا حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت احمدیہ کے ابتدائی ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ادریس نصر اللہ خان صاحب حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے بھتیجے بھی تھے۔ ان کے والد بڑا لمبا عرصہ کراچی کے امیر جماعت بھی رہے ہیں۔ ادریس نصر اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پڑنواسے تھے۔ ادریس صاحب کے نانا حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت کے اوّلین واقفِ زندگی اور اوّلین مبلغ انگلستان تھے جو سینکڑوں لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کا باعث بنے۔ ادریس نصر اللہ صاحب کو تیس سال سے زائد عرصہ تک بطور سیکرٹری امور عامہ لاہور خدمت کی توفیق ملی۔ مرکزی افتا کمیٹی اور قضا کمیٹی کے ممبر اور صدر رہے۔ خلافت ثالثہ کے پُر آشوب دَور میں جن وکلاء نے تاریخ ساز کام کیا ان میں آپ کا نام بھی سرفہرست ہے۔ 1974ء میں ربوہ کے واقعہ میں جو صمدانی ٹربیونل قائم ہوا تھا اس میں ادریس نصر اللہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کمرۂ عدالت میں موجود تھے۔ پھر ان کو بہت ساری کمیٹیوں کا ممبر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بنایا ہوا تھا۔ لاہور کے نمائندہ کے طور پر یہ کسر صلیب کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی لندن ہجرت کے وقت ربوہ سے کراچی تک کے قافلے میں شامل ہونے کی تاریخی سعادت بھی ان کو ملی۔ بڑے صائب الرائے تھے۔ خلافت سے انتہائی وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے تھے۔ اس کا تو میں نے بھی ذاتی طور پر بہت تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا ذکر مکرم کنور ادریس صاحب کراچی کا ہے جو چودھری عزیز احمد صاحب باجوہ کے بیٹے تھے۔ نوّے (۹۰) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ چودھری محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سردار بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ 1959ء میں سول سروسز میں شمولیت اختیار کی اور پینتیس سالہ طویل عرصۂ ملازمت میں مرکزی اور صوبائی حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ہمیشہ ایک نہایت ایماندار اور فرض شناس افسر کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ کا یہ حسن کردار اپنے والد کی نصیحت کا نتیجہ تھا جو انہوں نے سول سروس میں شمولیت کے وقت آپ کو کی تھی۔ انہوں نے آپ کو کہا تھا کہ مجھے اگر یہ خبر ملے کہ ادریس فوت ہو گیا ہے تو مجھے اتنا صدمہ نہیں ہوگا لیکن اگر مجھے یہ خبر ملے کہ ادریس نے کسی سے رشوت لی ہے تو اس کا مجھے بہت زیادہ صدمہ ہوگا۔ یہ تربیت تھی باپ کی بیٹے کے لیے اور یہ نصیحت تھی۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی مشہور کتاب سوانح حیات جو ''تحدیث نعمت'' ہے اس کا انگریزی ترجمہ بھی انہوں نے کیا تھا جس سے یہ کتاب انگریزی دان حلقہ میں متعارف ہوئی۔ 1998ء سے 2007ء تک مجلس عاملہ جماعت احمدیہ ضلع کراچی میں سیکرٹری امور خارجہ کے طور پر بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ ان کو عبوری حکومت کے دوران صوبائی وزیر بننے کا بھی موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو انہوں نے خط لکھا اور یہ خط بسم اللہ سے شروع کیا تھا جس پر ایک معاند مولوی نے ان کے خلاف پرچہ کروا دیا اور بڑا لمبا عرصہ یہ کیس بھگتتے رہے۔ لیکن بہرحال ہمیشہ انہوں نے ہر ایک سے رحم کا سلوک کیا۔ صلہ رحمی بہت زیادہ تھی۔ بلکہ یہاں تک کہ جس مولوی نے ان پر مقدمہ کیا تھا جب کیس ختم ہو گیا تو اس مولوی نے اپنے بعض حالات کی وجہ سے مالی مدد کی درخواست کی تو اس کو بھی انہوں نے ایک خطیر رقم دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، ان کی اولادوں کو بھی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 14 / جون 2024ء صفحہ 2 تا 7)

......☆......☆......☆......

ایک سجدہ فلسطین کے واسطے

خلیفۂ وقت کی مظلوم فلسطینیوں کے حق میں دُعا کی تحریک

(محمد ابراہیم سرؔور، قادیان)

سَرزمینِ فلسطین کے باسیو !!
یہ گھڑی بھی مصیبت کی ٹل جائے گی
تم دُعاؤں میں مانگو ، خدا کی مدد
اس کو حاجت نہیں ہے تمہاری ، سنو !
آگ کے ہر طرف ہیں گڑھے ہی گڑھے
مان لو تم امام الزّماں کو سبھی
تا کہ بکھرے نہ پھر جا بجا یہ لہو
تا کہ پھر سے رہو تم سبھی امن سے
مہدیٔ وقت کو مان لو تم اگر
گر خلافت کو تم ڈھال اپنی کرو
ایک مردِ مجاہد ہے سمجھا رہا
حالتِ زار اُمّت کی وہ دیکھ کر
اُس کو ہے درد اُمّت کا بس رات دن
شب سحر کر رہا ہے دعاؤں میں وہ
عاشقانِ خلافت کو سمجھا رہا
ایک سجدہ فلسطین کے واسطے
ہاتھ اُٹھا ، اَے غلامِ مسیح الزّماںؑ !
اپنے خالق کے در پہ تو فریاد کر

صبر سے تم ذرا کام لو ، ساتھیو !
چھوڑنا ربّ کا دامن نہ اَے ساتھیو !
وہ مجیب الدعا ہے مگر ہے صمد
تم ہی محتاج ہو سو کہو ، اَلْمَدَدْ
اُن کی جانب تمہارے قدم کیوں بڑھے
تا کہ سورج تمہارا دوبارہ چڑھے
تا کہ غالب نہ ہو تم پہ کوئی عدو
تا کہ ہو نہ سکو منتشر تم کبھو
کس کو طاقت ہے پھر تم پہ ڈالے نظر
امن ہوگا تبھی ، نہ کہ خوف و خطر
جو محمدؐ کے نائب کا نائب ہوا
اپنے مولا سے ہے التجا کر رہا
سب ہی امن وسُکوں ہے گیا گویا چِھن
کوئی سجدہ نہیں اس کا ، اُمّت کے بِن
درد اُن کا بھی اپنا ہے ، بتلا رہا
اُن کو بھولو کبھی نہ ، یہ سکھلا رہا
بس دُعاؤں کا ہی ایک چارہ بچا
قادرُ الملک لے تا سبھی کو بچا

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

(سورۃ الفرقان: 64) اور رحمن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

طالبِ دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہِمْ تَحِیَّتُہُمْ فِیْہَا سَلٰمٌ۔

(سورۃ ابراہیم: 24) اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے (نیک اور) مناسب حال عمل کئے ہوں گے انہیں ان کے رب کے حکم سے ایسے باغوں میں جن کے (سایوں کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کیا جائے گا (اور) وہ ان (جنتوں) میں بسنے چلے جائیں گے اور وہاں ان کی (ایک دوسرے کیلئے یہ) دعا ہوگی۔ (کہ تم پر) سلامتی (ہو)۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! میں تو ہر روز ستّر بار سے بھی زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

(بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(غزوہ خندق کے بقیہ حالات)

کم وبیش بیس ایام یا ایک روایت کی رو سے چھ شبانہ روز کی مسلسل محنت سے یہ طویل خندق تکمیل کو پہنچی۔ اور اس غیر معمولی محنت ومشقت نے صحابہ کو بالکل نڈھال کر دیا۔ مگر ادھر یہ کام اختتام کو پہنچا اور ادھر یہود اور مشرکین عرب کا لاؤلشکر اپنی تعداد اور طاقت کے نشہ میں مخمور افق مدینہ میں نمودار ہوگیا۔ سب سے پہلے ابوسفیان نے اُحد کی پہاڑی کی طرف رخ کیا۔ مگر اس جگہ کو ویران وسنسان پا کر وہ مدینہ کی اس سمت کو بڑھا جو شہر پر حملہ کرنے کے لئے موزوں تھی مگر اس کے سامنے اب خندق کھودی گئی تھی۔ جب کفار کا لشکر اس جگہ پہنچا تو خندق کو اپنے رستہ میں حائل پا کر سب لوگ حیران وپریشان ہوگئے اور اس بات پر مجبور ہوئے کہ خندق کے پار کھلے میدان میں ڈیرے ڈال دیں۔ دوسری طرف لشکر کفار کی آمد آمد کی خبر پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تین ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر شہر سے نکلے اور خندق کے پاس پہنچ کر شہر اور خندق کے درمیان سلع پہاڑی کو اپنے عقب میں رکھتے ہوئے ڈیرے ڈال دیئے۔ اور چونکہ خندق زیادہ فراخ نہیں تھی اور بعض حصے یقیناً ایسے تھے کہ مضبوط اور ہوشیار سوار انہیں پھاند کر شہر کی طرف آسکتے تھے۔ اور پھر مدینہ کے وہ اطراف جہاں خندق نہیں تھی اور صرف مکانات اور باغات اور بے ترتیب چٹانوں کی روک تھی ان کی حفاظت بھی ضروری تھی تاکہ دشمن اس طرف سے مکانوں کو نقصان پہنچا کر یا کسی اور حکمت سے تھوڑے تھوڑے آدمیوں کی لائنوں میں ہو کر شہر پر حملہ آور نہ جاوے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو مختلف دستوں میں منقسم کر کے خندق کے مختلف حصوں پر اور مدینہ کی دوسری اطراف میں مناسب جگہوں پر پہرے کی چوکیاں مقرر فرمادیں اور تاکید فرمائی کہ دن ہو یا رات کسی وقت میں یہ پہرہ سست یا غافل نہ ہونے پائے۔ دوسری طرف جب کفار نے یہ دیکھا کہ بوجہ خندق کی روک کے کھلے میدان کی باقاعدہ لڑائی یا شہر پر عام دھاوے کا حملہ ناممکن ہوگئے ہیں تو انہوں نے بھی محاصرہ کے رنگ میں مدینہ کا گھیرا ڈال لیا اور خندق کے کمزور حصوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع تلاش کرنے لگ گئے۔

اس کے علاوہ ابوسفیان نے یہ چال چلی کہ قبیلہ بنونضیر کے یہودی رئیس حیی بن اخطب کو یہ ہدایت دی کہ وہ رات کی تاریکی کے پردے میں بنوقریظہ کے قلعہ کی طرف جاوے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے ساتھ مل کر بنوقریظہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ حیی بن اخطب موقع لگا کر کعب کے مکان پر پہنچا۔ شروع شروع میں تو کعب نے اس کی بات سننے سے انکار کیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ ہمارے عہد وپیمان ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ہمیشہ اپنے عہد وپیمان کو وفاداری کے ساتھ نبھایا ہے اس لئے میں اس سے غداری نہیں کرسکتا۔ مگر حیی نے اسے ایسے سبز باغ دکھائے اور اسلام کی عنقریب تباہی کا ایسا یقین دلایا اور اپنے اس عہد کو کہ جب تک ہم اسلام کو مٹا نہ لیں گے مدینہ سے واپس نہیں جائیں گے اس شدّ ومدّ سے بیان کیا کہ بالآخر وہ راضی ہوگیا۔ اور اس طرح بنوقریظہ کی طاقت کا وزن بھی اس پلڑے کے وزن میں آکر شامل ہوگیا جو پہلے سے ہی بہت جھکا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب بنوقریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپ نے پہلے تو دو تین دفعہ خفیہ خفیہ زبیر بن العوام کو دریافت حالات کے لئے بھیجا۔ اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس وخزرج کے رئیس سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آکر اس کا برملا اظہار نہ کریں بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تاکہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔ جب یہ لوگ بنوقریظہ کے مساکن میں پہنچے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا۔ اور سعدین کی طرف سے معاہدہ کا ذکر ہونے پر وہ اور اس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ کر بولے کہ ”جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔“ یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حالات سے اطلاع دی۔

اس وقت مدینہ کا مطلع ظاہری اسباب کے لحاظ سے سخت تاریک وتار تھا۔ شہر کے چاروں طرف ہزارہا خونخوار دشمن ڈیرہ ڈالے پڑے تھے جو ہر وقت اس تاک میں تھے کہ کوئی موقع ملے تو مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کو ملیا میٹ کردیں۔ شہر میں مسلمانوں کے پہلو میں غدار بنوقریظہ تھے جن کے سینکڑوں مسلح نوجوان اپنی ذات میں ایک جری لشکر سے کم نہ تھے اور جو جس وقت چاہتے یا موقع پاتے عقب کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوسکتے تھے۔ اور مسلمان خواتین اور بچے جو شہر میں تھے وہ تو گویا ہر وقت ان کا شکار ہی تھے۔ اس صورت حال نے جس کی حقیقت کسی سمجھ دار شخص پر مخفی نہیں رہ سکتی تھی کمزور مسلمانوں میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پیدا کردی اور منافق طبع لوگ تو برملا کہنے لگے کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا یعنی ”معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے وعدے مسلمانوں کی فتح وکامرانی کے متعلق یونہی جھوٹے ہی تھے۔“ بعض منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ! شہر میں ہمارے مکانات بالکل غیر محفوظ ہیں آپ اجازت دیں تو ہم اپنے گھروں میں ٹھہر کر ان کی حفاظت کریں۔ جس کے جواب میں خدائی وحی نازل ہوئی کہ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا یعنی ”یہ غلط ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ میدان کارزار سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔“ مگر یہی وقت مخلص مسلمانوں کے ایمان کے اظہار کا تھا۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ”جب مومنوں نے کفار کے اس لاؤلشکر کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے وعدوں کے مطابق ہے اور خدا اور رسول ضرور سچے ہیں۔ پس اس حملہ سے بھی ان کے ایمان وتسلیم میں زیادتی ہی ہوئی۔ مگر موقع کی نزاکت اور حالات کے خطرناک پہلو کا سب کو یکساں احساس تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا یعنی ”یاد کرو جبکہ کفار کا لشکر تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے کی طرف سے ہجوم کر کے تم پر آگیا۔ جبکہ گھبراہٹ میں تمہاری آنکھیں پتھرانے لگیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ (اپنے اپنے رنگ میں یعنی کوئی کسی رنگ میں اور کوئی کسی رنگ میں) خدا کے متعلق مختلف خیالات میں پڑ گئے۔ وہ وقت واقعی مومنوں کے لئے ایک سخت امتحان کا وقت تھا اور مسلمانوں پر ایک نہایت شدید زلزلہ وارد ہوا تھا۔“

ایسے خطرناک وقت میں مسلمانوں کی قلیل جمعیت جن میں بعض کمزور طبیعت لوگ اور بعض منافق بھی شامل تھے کیا مقابلہ کرسکتی تھی۔ ان کے پاس تو اتنے آدمی بھی نہ تھے کہ کمزور مواقع پر خاطر خواہ پہرے کا انتظام کرسکیں۔ چنانچہ دن رات کی سخت ڈیوٹی نے مسلمانوں کو چُور کر رکھا تھا۔ دوسری طرف بنوقریظہ کی غداری کی وجہ سے شہر کی گلی کوچوں کے پہرے کو زیادہ مضبوط کرنا بھی ضروری تھا تاکہ مستورات اور بچے محفوظ رہ سکیں۔ کفار کے سپاہی مسلمانوں کو ہر رنگ میں پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی وہ کسی کمزور جگہ پر یورش کر کے جمع ہوجاتے اور مسلمان اس کی حفاظت کے لئے وہاں اکٹھے ہونے لگتے جس پر وہ فوراً رخ پلٹ کر کسی دوسرے موقع پر زور ڈال دیتے اور مسلمان بیچارے بھاگتے ہوئے وہاں پہنچتے۔ کبھی وہ ایک ہی وقت میں دو دو تین تین جگہوں پر دھاوا کر کے پہنچتے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی جمعیت منتشر ہو کر ٹکڑوں میں تقسیم ہوجاتی اور بعض اوقات حالات بہت نازک صورت اختیار کر لیتے اور قریب ہوتا کہ کسی کمزور موقعے سے فائدہ اٹھا کر لشکر کفار حدود شہر کے اندر داخل ہوجاوے۔ ان دھاووں کا مقابلہ مسلمانوں کی طرف سے عموماً تیروں کے ذریعہ کیا جاتا تھا مگر بعض اوقات کفار کے سپاہی یہ طریق اختیار کرتے کہ ایک دستہ تو مسلمانوں پر تیروں کی باڑ مار مار کر انہیں پیچھے رکھتا اور دوسرا دستہ یورش کر کے خندق کے کسی کمزور حصہ پر دھاوا کر کے آجاتا اور اسے کود کر عبور کرنا چاہتا۔ یہ طریق جنگ صبح سے لے کر شام تک بلکہ بعض اوقات رات کے حصوں میں بھی جاری رہتا تھا۔ چنانچہ سرولیم میور اس جنگ کے دو دن کے واقعات کو مندرجہ ذیل الفاظ میں سپرد قلم کرتے ہیں:

”مسلمانوں کے پہرے کی ہوشیاری اتحادیوں کی فوج کے حملوں کو روکے ہوئے تھی۔ اتحادی فوج نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو خندق پر دھاوا کر کے اسے عبور کر جائیں اور اس غرض سے انہوں نے خندق کے ایک کمزور اور تنگ حصہ کو منتخب کر کے اس پر ایک عام دھاوا کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض جانباز سپاہی عکرمہ بن ابوجہل کی کمان کے ماتحت اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے خندق کے اس حصہ پر یورش کر کے آئے اور اپنے تیز گھوڑوں کو اُڑاتے ہوئے خندق کے اوپر سے کود کر مسلمانوں کے سامنے آگئے۔ ادھر سے علیؓ اپنے ایک دستہ کو ساتھ لے کر ان کی طرف لپکے اور اس پارٹی نے بڑی ہوشیاری سے عکرمہ کے دستے کا چکر کاٹ کر ان کے پیچھے ہٹنے کا راستہ بند کر دیا۔ اس موقع پر عکرمہ کا ایک جہاں دیدہ سپاہی عمرو بن عبدوُدّ اپنی پارٹی سے آگے نکل کر انفرادی جنگ کا طالب ہوا۔ حضرت علیؓ فوراً اس کے مقابلہ میں نکلے اور تھوڑی دیر کے لئے یہ دونوں جنگجو ایک دوسرے کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر عمرو اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرادیا اور اس کے بعد اس عزم کے ساتھ علیؓ کی طرف بڑھا کہ یا تو فتح پائے گا یا مارا جائے گا۔ پھر دونوں آپس میں گتھم گتھا ہوگئے اور ان کے قدموں کی گرد نے ان کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا، لیکن ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس گرد کے بادل میں سے اللہ اکبر کی گرج نکلی اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ علیؓ نے عمرو کو مار لیا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی توجہ کو دوسری طرف مصروف پا کر عکرمہ اور اس کے ساتھی اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر پھر دوسرے پار کود گئے۔ سوائے نوفل کے جو کودنے کی کوشش میں گر گیا اور زبیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ قریش نے عمرو کی لاش حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ مسلمانوں کو دینا چاہا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نفرت کے ساتھ اس تجویز کو ٹھکرا دیا اور عمرو کی لاش اتحادیوں کے یونہی مفت حوالہ کردی۔

اس دن اس کے سوا اور کوئی کارروائی نہیں ہوئی، لیکن یہ رات بڑی تیاریوں میں گزری اور دوسرے دن صبح کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تمام اتحادی لشکر کو اپنے سامنے صف آرا پایا۔ اتحادیوں کے ہوشیاری کے حملوں سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو ہر وقت چوکس رہنا پڑتا تھا۔ کسی وقت تو وہ ایک عام دھاوے کی صورت بنا کر حملہ آور ہونے لگتے اور کسی وقت مختلف دستوں میں تقسیم ہو کر ایک ہی وقت میں مختلف موقعوں پر زور ڈال دیتے اور پھر ایک جگہ سے ہٹ کر یکلخت دوسری جگہ پر جا کودتے اور بالآخر اپنی تمام طاقت جمع کر کے کمزور ترین مقام پر حملہ آور ہو جاتے اور تیروں کی خطرناک بوچھاڑ کی آڑ میں خندق کو عبور کرنے کی کوشش کرتے۔ کئی دفعہ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص جیسے نامور لیڈروں نے شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے اسی طرح زور شور سے دھاوا کیا۔ اور ایک دفعہ تو خود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا خیمہ بھی خطرہ کی حالت میں ہوگیا تھا لیکن مسلمانوں کے بہادرانہ مقابلہ اور تیروں کی بارش نے حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ یہ حالت سارا دن جاری رہی اور چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی فوج تعداد میں ایسی قلیل تھی کہ شہر کی حفاظت کے واسطے بمشکل کافی ہوسکتی تھی اس لئے مسلمانوں کو یہ سارا دن مسلسل طور پر مصروف رہنا پڑا۔ بلکہ رات پڑنے پر بھی خالد کے دستے نے اس خطرہ کو جاری رکھا اور مسلمان اپنی ڈیوٹی سے فارغ نہیں ہوسکے، لیکن دشمن کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ یعنی وہ اس بات پر قادر نہیں ہوسکا کہ کسی بڑی تعداد میں خندق کو عبور کرسکے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے پانچ آدمی مارے گئے اور اسی دن سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس کو بھی ابن العرقہ کے تیر نے مہلک طور پر کلائی میں زخمی کیا۔ اس کے مقابلہ میں اتحادیوں کے صرف تین آدمی قتل ہوئے۔ اس دن کے مقابلہ کی سختی اور مسلسل مصروفیت کی وجہ سے مسلمان اپنی نمازیں بھی وقت پر ادا نہیں کرسکے۔ چنانچہ جب رات کا ایک حصہ گزر چکا اور دشمن کا بیشتر حصہ آرام کرنے کے لئے اپنے کیمپ کی طرف لوٹ گیا، اس وقت مسلمانوں نے جمع ہو کر سارے دن کی نمازیں اکٹھی ادا کیں۔ اور اس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے کفار پر لعنت بھیجتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہمیں نمازوں سے روکا ہے خدا ان کے پیٹوں اور ان کی قبروں کو جہنم کی آگ سے بھرے۔“

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 583 تا 588، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہو! مجھے رکوع میں یا سجدہ میں قراءت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔ بہرحال تم رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدہ میں خوب گڑگڑا کر دعا کرو کیونکہ سجدہ میں تمہاری دعا کا قبول ہونا عین ممکن ہے۔

(سنن نسائی کِتَابُ التَّطْبِيْقِ بَابُ تَعْظِيْمِ الرَّبِّ فِي الرُّكُوْعِ)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

{1492} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ یہاں کے قیام کے دنوں میں حضرت صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے شیخ محمد حسین صاحب مرحوم مرادآبادی نے ایک واقعہ اپنا چشم دید بیان کیا جو درج ذیل ہے۔

شیخ صاحب نے فرمایا کہ جن دنوں میں مطبع مذکور میں براہین احمدیہ جلد دوئم کی کتابت کرتا تھا، ایک درویش نما مسن شخص جو ہندوستان کی طرف کا رہنے والا معلوم ہوتا تھا کسی کی وساطت سے مطبع کے احاطہ میں آکر بطور ایک مسافر کے مقیم ہوا۔شیخ صاحب فرماتے تھے کہ پہلی دفعہ اس کو دیکھنے سے مجھ کو یہ خیال ہوا کہ یہ کوئی مسجد یا یتیم خانہ وغیرہ کے نام سے چندہ کرنے والا ہوگا لیکن چند روز اس کے قیام کرنے سے روزانہ اس کا یہ وطیرہ دیکھا کہ صبح کو اٹھ کر کہیں باہر چلا جاتا اور شام کو آکر بلا کسی سے بات چیت کرنے کے اپنی مقررہ جگہ پر آکر پڑ جاتا۔ مجھے خیال ہوا کہ اگر یہ شخص چندہ وغیرہ کا خواہاں ہوتا تو مطبع میں بھی اس کا کچھ تذکرہ کرتا یا امداد کا خواہاں ہوتا۔ اتفاقاً ایک دن وہ صحن احاطہ میں کھڑے ہوئے مجھ کو مل گیا۔میں نے پوچھا کہ کیا میں آپ سے دریافت کرسکتا ہوں کہ آپ یہاں کیسے آئے ہوئے ہیں؟اس درویش نے جواب دیا کہ میں ویسے ہی بطور سیاحت پھرتا رہتا ہوں ۔ پھرتا پھراتا اس طرف بھی آنکلا۔منشی صاحب نے کہا کہ آپ کی غرض سیاحت کیا ہے؟ اس پر اس شخص نے کہا کہ اس غرض کے معلوم کرنے سے آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ آپ مجھ کو ایک خبطی یا سودائی خیال کریں گے ۔شیخ صاحب فرماتے تھے کہ اس کے اس جواب پر مجھ کو زیادہ خیال ہوا اور ان سے بااصرار کہا کہ اگر آپ کا حرج نہ ہو تو بیان کر دیجئے اس پر اس درویش نے اپنا قصہ یوں سنایا کہ میرا جس خاندان سے تعلق تھا وہ ایسے لوگ تھے کہ جن کے ہاں بچپن سے ہی نماز روزہ کی تلقین اور دین سے رغبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ مجھ کو سن شعور سے ہی خدا سے ملنے کی آرزو اور اس رسم کے طور پر عبادات بجالانے کے علاوہ اطمینان قلب حاصل ہونے کی تمنا تھی۔ میں اپنے اس شوق میں ہر عالم اور بزرگ سے جس سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے یا لوگوں کی زبانی تعریف سن کر پتہ لگتا، میں اس سے ملتا اور اپنی آرزو کا اس سے اظہار کر کے بمنت راہ نمائی کی خواہش کرتا اور جو درویش یا بزرگ کوئی وظیفہ یا چلہ مجھے بتاتا میں اس کے موافق عمل کرتا لیکن میرا مطلب حل نہ ہوتا تو پھر تلاش میں لگ جاتا، اس سلسلہ میں تلاش میں ایک درویش نے مجھ کو ایک مقام پر ایک خانقاہ کا پتہ بتا کر کہا کہ ایسے مطالب اس بزرگ کی خانقاہ پر چلہ کرنے سے اکثر لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ درویش صاحب نے کہا کہ میں تو اپنی دھن کا پکا تھا ہی اس سے اچھی طرح پتا پختہ طور پر لے کر سامان سفر کر اس خانقاہ پر جا پہنچا اور حسب ہدایت اس درویش کے وہاں چلہ شروع کر دیا ابھی اس چلہ کو نصف تک نہیں کیا تھا کہ ایک رات رویاء میں ایک بزرگ نظر آئے ایک صاحب اور ان کے برابر کھڑے ہوئے تھے اور وہ اول الذکر بزرگ اس وقت میرے خیال میں وہ صاحب خانقاہ بزرگ تھے جس پر میں چلہ میں مصروف تھا۔ بزرگ موصوف نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ’’یہاں ناحق اپنا وقت ضائع نہ کرو‘‘ اور اپنے برابر کھڑے دوسرے صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ’’اس وقت اگر تمہاری مراد پوری ہوسکتی ہے تو ان سے فیض حاصل کرو۔‘‘ میں نے ان دوسرے صاحب کی طرف بغور دیکھا اور ہنوز یہ دریافت کرنے نہ پایا تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ کیا نام ہے؟ اور کہاں رہتے ہیں؟ کہ کسی نے مجھ کو جگا دیا یا خود آنکھ کھل گئی۔

{1493} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ شیخ محمد حسین صاحب مرحوم مرادآبادی نے بیان کیا کہ درویش مذکور نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ایام چلہ پورا کرنے تک وہاں ٹھہرا اور چلہ پورا ہونے پر بھی جب کوئی انکشاف مزید نہ ہوا تو واپس ہوکر اس روز سے اپنا یہ وطیرہ اختیار کرلیا ہے کہ گھر بار سے قطع تعلق کر کے ہر قصبہ وشہر ودیار میں پڑا پھرتا ہوں اور جس جگہ کسی بزرگ کا پتہ لگتا ہے اس کو جا کر دیکھ لیتا ہوں اور جب وہ میرے مطلوبہ حلیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تو واپس ہوکر کسی اور طرف کو چلا جاتا ہوں ۔ دس بارہ برس سے نہ مجھ کو گھر والوں کی خبر ہے نہ ان کو میری۔ سارا ہندوستان چھان کر اب پنجاب میں آیا ہوں ۔ یہاں امرتسر میں پانچ سات اشخاص کا لوگوں نے مجھ کو پتہ دیا لیکن اس حلیہ سے جس کا نقشہ فوٹو کی طرح میرے دل پر ہے کسی کو مطابق نہیں پایا۔ اب میں ایک آدھ روز میں یہاں سے کسی اور طرف کو چلا جاؤں گا۔ یہی میری سیاحی کا مدعا اور غرض ہے۔ شیخ صاحب فرماتے تھے کہ اس کی سرگذشت سن کر مجھ کو حیرت بھی ہوئی اور اس کے حال پر رحم بھی آیا۔ حیرت تو اس لئے کہ کس عزم واستقلال کا یہ شخص ہے کہ ایک امید موہوم کے پیچھے اور محض ایک خواب کی بات پر اپنا گھر بار اور سب کچھ حتی کہ اپنی زندگی بھی اسی بازی پر لگائے پھر رہا ہے اور رحم اس لئے کہ اگر ایسا شخص اس کو نہ ملا تو بیچارہ کی ساری زندگی کس مصیبت میں گزرے گی؟ اور اس نے ایسی منزل اختیار کی ہے جس کا انجام لاپتہ ہے۔ اگر وہ شخص آپ کو نہ ملا تو پھر آپ کیا کریں گے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں نے عزم کرلیا ہے کہ اپنے اخیر دم تک اسطرح مصروف رہوں گا اور جہاں موت آجاوے مر رہوں گا۔ تا مجھے بارگاہ ایزدی میں یہ کہنے کا حق ہو کہ میری طاقت اور بساط میں جو تھا اس میں میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب اگر میری قسمت میں نہ تھا تو میرے اختیار کی بات نہ تھی۔ شیخ صاحب نے اس پر کہا کہ ایک بزرگ کا پتہ میں بھی آپ کو بتادوں؟ اس نے کہا کہ مجھے اور کیا چاہئے؟ شیخ صاحب نے حضرت صاحب کا پتہ ان کو بتایا کہ یہاں سے چار پانچ اسٹیشن ایک مقام بٹالہ شہر ہے۔ اس سے دس گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا قصبہ قادیان نامی ہے وہاں ایک بزرگ مرزا غلام احمد نام ہیں ۔ صاحب الہام ہونے کا ان کا دعویٰ ہے۔ اسلام اور قرآن مجید کی حمایت میں انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جو اسی مطبع میں چھپ رہی ہے اگر آپ چاہیں تو اس کی کاپیاں میں آپ کو دکھا سکتا ہوں ۔ اس میں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں اور عیسائیوں، آریوں اور برہموسماجیوں کے اعتراضات کے جو انہوں نے اسلام اور قرآن مجید کے متعلق کئے بڑے پرزور جواب دیئے ہیں اور لوگوں کو مقابلہ کے لئے بلایا ہے اور ان کی مسلمہ کتب پر ایسے اعتراضات کئے ہیں کہ تمام ملک میں اس کا چرچا ہے اور ہندوستان وپنجاب کے بڑے بڑے علماء اور اخبارات نے اس کی بڑی تعریف کی ہے کہ ایسی کتاب آج تک اسلام کی تائید میں نہیں لکھی گئی۔ آپ نے جہاں اور بزرگوں کو دیکھا ہے یہاں سے کچھ دور نہیں ہے ان کو بھی دیکھ لو اس پر وہ درویش صاحب بولے کہ نہیں منشی صاحب ایسے اصحاب جو بحث ومباحثہ اور جھگڑے کرنے والے ہوں میری گوں کے نہیں ہیں۔ میرا کام تو اگر خدا کو منظور ہے تو کسی تارک الدنیا بزرگ سے بنے تو بنے۔ نہیں تو جو خدا کی مرضی۔ شیخ صاحب یہ سن کر خاموش ہوکر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ شیخ صاحب فرماتے تھے کہ ان ایام میں میرا معمول تھا کہ ہفتہ بھر جس قدر براہین احمدیہ کی کاپی کرتا ہفتہ کے روز خود قادیان لے جا کر اس کے پروف حضرت صاحب کے پیش کرتا بعد ملاحظہ اتوار کو پروف لے کر بغرض طباعت امرتسر واپس آجاتا۔

{1494} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ شیخ محمد حسین صاحب مرحوم مرادآبادی فرماتے ہیں کہ درویش سے اس گفتگو کے بعد چونکہ ان کی بات کا میرے دل پر ایک اثر تھا، جس ہفتہ کے دن میں نے قادیان کو پروف لے کر جانا تھا میں درویش مذکور کو پھر ملا اور اس سے کہا کہ میں بھی پروف لے کر جانے والا ہوں اگر آپ چلے چلیں تو کیا حرج ہے؟ سیر ہی ہوجائے گی۔ میرے ساتھ ہونے کے سبب آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ میرے ساتھ واپس آکر پھر جدھر آپ کا جی چاہے روانہ ہوجانا۔ اگر آپ کو کرایہ کا خیال ہے تو امرتسر سے واپسی تک کا کرایہ میں دینے کو بخوشی آمادہ ہوں۔ اس پر اس درویش نے کہا کہ نہیں کرایہ وغیرہ کا کچھ خیال نہیں۔ میں پہلے بھی پھرتا ہی رہتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں تو میں چلا چلوں گا۔ شیخ صاحب فرماتے تھے کہ کچھ بادل ناخواستہ سا میرے کہنے پر وہ چلنے کو تیار ہوگیا اور دونوں امرتسر سے بسواری ریل روانہ ہوئے اور بارہ بجے دن کے گاڑی اسٹیشن بٹالہ پر پہنچی وہاں سے بسواری یکّہ قادیان کو چل پڑے۔ جب نہر کا پل عبور کر کے اس مقام پر پہنچے جہاں سے قادیان کی عمارات نظر آنے لگتی ہیں تو شیخ صاحب نے ان عمارات کی طرف اشارہ کر کے درویش صاحب سے کہا کہ ’’یہ عمارات اسی قصبہ کی ہیں جہاں ہم نے جانا ہے۔ اس پر اس درویش نے ایک آہ سی کھینچ کر کہا کہ منشی صاحب! خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ بزرگ یہی ہوں جن کے پاس آپ مجھے لے جا رہے ہیں جن کا حلیہ میرے دل کی لوح پر نقش ہے۔ اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس روز تو آپ نے فرمایا تھا کہ ایسے لوگوں سے میری مراد پوری ہونے کی امید نہیں پڑتی۔ پھر کس بات نے آپ کی رائے میں تبدیلی پیدا کردی؟ اس کے جواب میں درویش مذکور نے کہا کہ اس کی کوئی مدلل وجہ تو میں نہیں بتا سکتا مگر ایک کیفیت ہے جس کی مثال ایسی ہے کہ جنگل میں کوئی پیاسا پانی کی تلاش میں سرگردان ہو اس کو پانی تو ابھی نہ ملے لیکن دریا پر سے گزر کر آنے والی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پانی کے قریب ہونے کا یقین دلا کر اس کے قلب کی تسکین کا موجب اور پانی تک پہنچنے کی امید دلائیں۔ ایسا ہی جوں جوں یہ مقام نزدیک آرہا ہے میری روح پر ایک پرسرور کیفیت طاری معلوم ہوتی ہے جو اس سے قبل کسی اور جگہ نہیں دیکھی گئی۔ شیخ صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ جو کچھ بھی خدا کو منظور ہے ہوگا اب تو صرف آدھ گھنٹہ کا وقفہ ہے آپ چل کر دیکھ لیں گے ۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ دو بجے کے بعد ہم دونوں قادیان پہنچ گئے ۔ مہمان خانہ میں سامان سفر رکھ کر وضو کیا جب باہر نکلے تو مسجد مبارک کی جانب سے آنے والے ایک شخص کی زبانی دریافت پر معلوم ہوا کہ نماز ظہر ہوچکی ہے مگر حضرت صاحب ابھی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ ہم دونوں ذرا قدم اٹھا کر اوپر گئے ۔ حضرت صاحب دروازہ کی طرف رخ کئے ہوئے سامنے تشریف فرما تھے۔ چند خدام کا حلقہ تھا۔ دروازہ مسجد میں جا کر جب ہم دونوں کھڑے ہوئے تو اس درویش نے شیخ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر دعائیں دیتے ہوئے کہا۔ خدا آپ کا بھلا کرے آپ نے تو میری کٹھن منزل کا خاتمہ کر دیا میں نے انہی صاحب کو جو سامنے تشریف فرما ہیں رویاء میں دیکھا تھا اور میں ہرگز اس شناخت میں غلطی نہیں کرتا۔ شیخ صاحب نے اس کو مبارکباد کہا اور مسجد میں داخل ہوکر حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب براستہ دریچہ اندرون تشریف لے گئے اور ہم نے نماز ظہر ادا کی۔

{1495} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ شیخ محمد حسین صاحب مرحوم مرادآبادی نے مجھ سے بیان کیا کہ نماز ظہر کے بعد میں نے پروف پیش کرنے کی اطلاع کرائی۔ حضرت نے متصلہ کمرہ میں تشریف فرما ہو کر مجھے اندر بلالیا۔ میں نے اول پروف پیش کئے اور پروف کے متعلق ضروری بات چیت کے بعد اس درویش کا قصہ مفصل عرض کیا اور کہا کہ میں امرتسر سے اس کو آج اپنے ہمراہ لایا ہوں اور کہ اس نے حضورؑ کو دروازہ سے دیکھتے ہی شناخت کر کے بتایا ہے کہ میں نے آپ کو ہی رویاء میں دیکھا تھا۔ پھر حضرت صاحب سے اجازت لے کر اس کو اندر بلالیا۔ اس کے بیٹھتے ہی پہلا سوال اس سے حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ آپ کو اپنی شناخت میں تو شک وشبہ نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا حضور! ہرگز نہیں۔ میں نے اسی شکل وشباہت اور ٹھیک اسی لباس میں جو اس وقت حضور نے پہنا ہوا ہے حضور کو دیکھا ہے۔ یہی لنگی اسی بندش کے ساتھ زیب سر تھی۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے شیخ صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر خدا سے ملنے کی کسی دل میں طلب صادق ہو تو کچھ مدت بطور ابتلا اور آزمائش اس کو تعویق میں رکھ کر اس کو عزم اور استقلال کی منازل سے گذار کر آخر خود اس کی ہدایت کا سامان مہیا کر دیتا ہے اس کے بعد ہم باہر آگئے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی۔آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے۔اس لئے یہ ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔

(ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 42 مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہوجاؤ گے۔

(ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 57 مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

- اگر دعائیں ایک دل کے سوز سے نکل رہی ہیں، دل کی آواز نکل رہی ہے اور جائز دعائیں ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک بندہ جب میری خاطر رات کو اپنی نیند خراب کر کے اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز کے لیے جاگتا ہے اور میرے سامنے جھکتا ہے تو میں اس بندے کو reward دیتا ہوں*

- اگر ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور کو لے آئے گا اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا پورا کردار ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور ذریعہ سے بھی کر دے گا*

- آنحضرت ﷺ ساری دنیا کے لیے نبی بن کے آئے تھے اور آپؐ کا جو مسیح موعود ہے وہ بھی ساری دنیا کے لیے آیا ہے ہم نے ساری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، ساری دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لے کے آنا ہے ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام دینا ہے، تو یہ ہمارا کام ہے، یہ مشن ہے جسے مسیح موعود لے کر آئے تھے*

- ہم اگر قرآن کریم پڑھ کے قرآن کریم کے حکموں کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، ہم اگر بنیادی اخلاق کو بھول جائینگے اور دنیا کمانا اور دنیا کی رونقوں میں ڈوب جانا ہمارا مقصد ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ اَور قوم میں کھڑی کریگا اور کر رہا ہے جو اس مقصد کو پورا کرینگی اور اس کام کو پورا کریں گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو پورا کریں گی کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے*

- اپنے دین کی تعلیم کی خوبیاں اپنی لڑکیوں میں بیٹھ کر ڈسکس (discuss) کرو تم اچھے اخلاق دکھاؤ گی اپنے دوستوں کے سامنے اچھی طرح پیش آؤ گی اور اپنے ٹیچرز کے سامنے اچھا behave کروگی اور پڑھائی میں اچھی ہوگی تو سکولوں میں بھی تم لوگوں کا نام ہوگا بعض دفعہ اسمبلی میں یا ویسے سکولوں میں اسلام کے بارے میں یا اپنے بارے میں کچھ بتانے کا موقع مل جاتا ہے تو کئی لڑکیاں بتاتے ہیں کہ اسلام کی کیا تعلیم ہے اس سے پھر آہستہ آہستہ تبلیغ کے رستے کھلتے ہیں اور پھر جب وقت آئے گا، اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی بعض لوگ جن کے دل اللہ تعالیٰ کھولنا چاہتا ہے وہ خود کھول دیتا ہے*

- ہمیشہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکے سے، شیطان کے حملوں سے ہمیں پناہ میں رکھے پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی پڑھتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی سب طاقتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے fold میں لے لے اور محفوظ رکھے اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہیے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ، یہ چیزیں جو ہیں یہ شیطان کے حملوں سے بچاتی رہتی ہیں*

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو (ناصرات الاحمدیہ) برطانیہ کی (آن لائن) ملاقات اور حضورانور کی زرّیں نصائح

حضورانور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفاتِ نو نے بیت الفتوح Morden سے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں واقفات نو کو حضورِانور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک واقفہ نَو نے عرض کی کہ حضورِانور نے اس خطبہ عید میں فرمایا کہ ہماری حقیقی عید وہ ہو گی جب ہم رسول پاک ﷺ کو اپنی عیدوں میں شامل کریں۔ ایسا ہم کس طرح کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے فرمایا کہ غور سے سنو تو وہیں مَیں نے بتایا تھا کہ آنحضور ﷺ کا پیغام دنیا میں پہنچاؤ، تبلیغ کرو اور آپؐ کی جو تعلیم ہے اس کو دنیا میں پھیلاؤ، تعلیم پر خود عمل کرو، قرآن کریم کو پڑھو، اسلام کی تعلیم کو غور سے دیکھو کہ کیا ہے، اس پہ خود بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی بتاؤ اور جب ہم اس طرح آنحضرت ﷺ کی تعلیم دنیا میں پھیلا دیں گے اور دنیا کو آپؐ کے جھنڈے کے نیچے لے آئیں گے تو اسی میں آنحضرت ﷺ کی شمولیت ہوگی، وہ عید ہوگی۔ اس سے یہ مراد تھی۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم ان لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں جو حجاب کا تمسخر اڑاتے ہیں یا اس حوالہ سے خود کیا کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے فرمایا کہ اگر آپ میں مضبوط عزم و ہمت ہے اور اگر آپ اپنے دین میں ثابت قدم اور مضبوط ہیں تو پھر آپ کو فکر نہیں کرنی چاہیے کہ دوسرے لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ خواتین کو حجاب پہننا چاہیے۔ انہیں اپنا سر اور سینہ ڈھانپنا چاہیے۔ اور اگر ہم حقیقی مسلمان ہیں تو ہم نے ان احکامات پر عمل کرنا ہے۔ اگر لوگ ہمارا تمسخر اڑاتے ہیں تو آپ پروا نہ کریں۔ آپ انہیں بتائیں کہ یہ میری مرضی ہے اور یہ میرا ذاتی نظریہ ہے۔ مجھے حق حاصل ہے کہ میں جو مرضی چاہوں کروں اور مجھے ذاتی طور پر پسند ہے۔ میں یہ اپنی مذہبی تعلیمات کی وجہ سے پہنتی ہوں۔ کیونکہ یہ شریعت اور قرآن کریم کا حکم ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ تو اگر آپ میں مضبوط عزم و ہمت ہے اور آپ ایک پکے احمدی ہیں تو پھر آپ کو لوگوں کی باتوں کی کبھی بھی فکر نہیں ہوگی۔ آپ ان سے پوچھ سکتی ہیں کہ وہ حجاب کیوں نہیں پہنتے اور یہ کہ وہ غیر اخلاقی کاموں میں کیوں ملوث ہیں، جو انہیں بیشک اخلاقی لگتے ہیں جبکہ آپ کو آپ کی تعلیم کے مطابق وہ کام غیر اخلاقی لگتے ہیں۔ اگر میں آپ کی باتوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتی تو پھر آپ مجھ سے یہ سوال کرنے والی کون ہوتی ہیں کہ میں حجاب کیوں پہنتی ہوں؟

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ کیا تہجد کی نماز میں کی ہوئی ہر دعا قبول ہوتی ہے؟

حضورِانور نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے تہجد کس طرح پڑھی ہے۔ تہجد کی نماز ایک ایسی نماز ہے جس میں کوئی نہیں جانتا کہ انسان پڑھ رہا ہے۔ آدمی بالکل علیحدہ ہوتا ہے، بالکل isolation میں پڑھی جا رہی ہوتی ہے اور بندہ جانتا ہے یا اللہ جانتا ہے کہ تم کیا دعائیں کر رہی ہو، کس طرح نماز پڑھ رہی ہو۔ تو اگر دعائیں ایک دل کے سوز سے نکل رہی ہیں، دل کی آواز نکل رہی ہے اور جائز دعائیں ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور وہ چاہے تہجد کی نماز میں تم پڑھو یا فرائض میں پڑھو یا سنتوں میں پڑھو یا باقی نوافل میں کرو تو اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک بندہ جب میری خاطر رات کو اپنی نیند خراب کر کے اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز کے لیے جاگتا ہے اور میرے سامنے جھکتا ہے تو میں اس بندے کو reward دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی خاطر جب ہم کوئی کام کر رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لیے کوئی کام کر رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے کوئی کام کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کے جب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا اس لیے میں تمہیں reward دوں گا اور اللہ تعالیٰ وہ دعائیں سنتا ہے۔ یہ کہنا کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کس قسم کی دعائیں تم کر رہی ہو۔ کسی کو بددعائیں دے رہی ہو تو وہ تو نہیں اللہ تعالیٰ قبول کرے گا ناں۔ اپنے لیے اچھی دعائیں کر رہی ہو تو وہ قبول کر لے گا۔

ایک واقفہ نو نے عرض کی کہ اسلامی تعلیم کے مطابق جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کو جلد دفن کرنے کا حکم ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مسلمان سائنسدانوں نے میڈیسن میں ریسرچ کے لیے فوت شدہ انسانوں کے جسموں پر تجربات کیے۔ کیا ہم بطور مسلمان ریسرچ کے لیے مردہ جسم کو donate کر سکتے ہیں جیسا کہ آرگن ڈونیشن کی بھی اجازت ہے؟

حضورِانور نے فرمایا کہ ہاں عمومی طور پر یہ حکم ہے کہ اگر کوئی بندہ فوت ہو جائے تو اس کی تدفین جلدی کر دینی چاہیے لیکن اگر انسانی فائدے کے لیے، انسانوں کی جان بچانے کے لیے، ریسرچ کے لیے، مزید تحقیق کے لیے اگر جسم کے آرگن کو، مختلف قسم کو دیکھتے ہیں، ان کو استعمال کرتے ہیں یا تھوڑی دیر تک دل بھی اگر دھڑکتا رہتا ہے اس کو دیکھتے ہیں یا دوسرے آرگن جو کام کر رہے ہیں ان کو بھی استعمال کرتے ہیں پھر بعض لوگ اپنے آرگن ان کو donate کرتے ہیں۔ مثلاً آنکھیں ہیں، تو وہ پھر کچھ عرصہ کے لیے رکھتے ہیں۔ اور ان کو جلدی سے نکالنے کے لیے کوشش کرتے ہیں تاکہ دوسرے کو ٹرانسپلانٹ کی جا سکیں۔ اسی طرح دوسرے آرگن ہیں، تو ریسرچ کے لیے یا انسانی فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے مرنے کے بعد اگر کسی انسان کا آرگن لے بھی لیتے ہیں تو کوئی ہرج نہیں۔ یہ جائز ہے۔ لیکن عمومی طور پر یہ ہے کہ اگر کوئی مقصد نہیں ہے تو بلاوجہ مُردوں کو لمبا عرصہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ جلدی دفنا دو۔

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ اگر ہم احمدی اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کریں گے تو پھر کیا اللہ تعالیٰ ایک دوسری قوم لے آئے گا؟ کیا وہ وعدے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیے ہیں وہ اس دوسری قوم کے ذریعہ پورے ہوں گے؟ اور کیا وہ لوگ احمدی ہوں گے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں گے؟

حضورِانور نے فرمایا کہ ظاہر ہے اگر ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور کو لے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیے ہیں وہ تو پورے کرنے ہیں۔ اور جو آئیں گے وہ وعدے پورے کرنے کے لیے وہ بھی ظاہر ہے کہ احمدی ہوں گے، حضرت مسیح موعود پہ ایمان رکھتے ہوں گے تاکہ آپؑ کے مشن کو آگے چلائیں۔ اس لیے اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا پورا کردار ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور ذریعہ سے بھی کر دے گا۔ اب

افریقہ میں بڑے بڑے مخلص پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہیں۔ تبلیغ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو احمدی بھی بناتے ہیں۔ اسی طرح یورپ میں بعض لوگ ہیں، بعض دوسرے جزائر میں، انڈونیشیا وغیرہ میں یا فار ایسٹ میں، اَور ملکوں میں ایسے لوگ ہیں تو یہ صرف پاکستانی یا ہندوستانی قوم کا کام تو نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ ساری دنیا کے لیے نبی بن کے آئے تھے اور آپؐ کا جو مسیح موعود ہے وہ بھی ساری دنیا کے لیے آیا ہے۔ ہم نے ساری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ ساری دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لے کے آنا ہے۔ ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام دینا ہے۔ تو یہ ہمارا کام ہے، یہ مشن ہے جسے مسیح موعود لے کر آئے تھے کہ میرے دو ہی کام ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے حق ادا کرنا، بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانا۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والا بنانا، اس کی عبادت کرنے والا بنانا اور دوسرے آپس میں ایک دوسرے کے حق کا خیال رکھنا، اعلیٰ اخلاق دکھانا، اچھے اخلاق دکھانا۔ اور اچھے کام کرنا اور اسلام کی جو تعلیمات ہیں، اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں بے شمار حکم ہیں ان کو دنیا میں پھیلانا۔ تو یہ کام ہم نے کرنے ہیں۔ اگر ہم نہیں کریں گے، ہم اگر دنیاداری میں پڑ جائیں گے، ہم اگر قرآنی تعلیم پہ عمل نہیں کریں گے، اپنی نمازوں کی حفاظت نہیں کریں گے، ہم اگر قرآن کریم پڑھ کے قرآن کریم کے حکموں کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، ہم اگر بنیادی اخلاق کو بھول جائیں گے اور دنیا کمانا اور دنیا کی رونقوں میں ڈوب جانا ہمارا مقصد ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ اَور قومیں کھڑی کرے گا اور کر رہا ہے جو اس مقصد کو پورا کریں گی اور اس کام کو پورا کریں گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو پورا کریں گی کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ لوگ پھیلائیں گے یا کوئی ہو گا۔ مَیں ایسے لوگ پیدا کروں گا، مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ پہنچا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ کھڑے کر رہا ہے جس کا پتا بھی نہیں لگتا اور وہ سامنے آ جاتے ہیں اور وہ پیغام کو پہنچانے والے بن جاتے ہیں۔ اگر ہم شامل ہو جائیں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کی برکتیں اور فضل ہمیں حاصل ہو جائیں گے۔ اور اگر اس تبلیغ کے کام کو دنیا میں پہنچانے میں ہم اپنا کردار ادا نہیں کریں گے، اپنا رول پوری طرح play نہیں کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ تو یہ کام کروا کے رہے گا لیکن دوسرے لوگوں سے کروا لے گا۔

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ آج کے زمانے میں ہم teenage لڑکیاں کیسے تبلیغ کر سکتی ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ اپنے اچھے اخلاق دکھاؤ، اچھے morals دکھاؤ۔ اپنے دین کی تعلیم کی خوبیاں اپنی لڑکیوں میں بیٹھ کر ڈسکس (discuss) کرو۔ لوگوں کو کہنا کہ تم مسلمان ہو جاؤ یہ ضروری نہیں ہوتا۔ اس طرح کوئی مسلمان نہیں ہو گا۔ لوگ چڑیں گے۔ انہوں نے کہنا ہے کہ مسلمان تو بڑے خطرناک لوگ ہوتے ہیں۔ تم اچھے اخلاق اپنے آپ کے دکھاؤ گی اپنے دوستوں کے سامنے اچھی طرح پیش آؤ گی اور اپنے ٹیچرز کے سامنے اچھا behave کرو گی اور پڑھائی میں اچھی ہو گی تو سکولوں میں بھی تم لوگوں کا نام ہو گا۔ ٹیچر بھی پوچھے گا اچھا تم کون ہو؟ سٹوڈنٹس بھی پوچھیں گے تم کون ہو؟ پھر تم بتاؤ گی۔ پھر بعض دفعہ موقع مل جاتا ہے اسمبلی میں یا ویسے سکولوں میں اسلام کے بارے میں یا اپنے بارے میں کچھ بتانے کا تو کئی بچے ایسے ہیں، لڑکے بھی، لڑکیاں بھی جن کو موقع ملتا ہے وہ سکولوں میں پھر بتاتے ہیں کہ اسلام کی کیا تعلیم ہے۔ ہم احمدی مسلمان ہیں، ہمارا مشن کیا ہے تو اس سے پھر آہستہ آہستہ تبلیغ کے رستے کھلتے ہیں اور پھر جب وقت آئے گا، اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی بعض لوگ جن کے دل اللہ تعالیٰ کھولنا چاہتا ہے وہ خود کھول دیتا ہے۔ زبردستی ہم کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتے۔ لیکن کم از کم یہ کر سکتے ہیں کہ اپنی اسلام کی تعلیم کا اظہار اپنے اوپر بھی کریں اور اچھے اخلاق دکھائیں تو لوگ خودبخود ہماری طرف کھنچے آئیں گے۔

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہمیں ایسی سکول ٹرپس میں جانے کی اجازت ہے جن میں overnights stay ہوتا ہے؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ عمومی طور پر تو اس سے بچنے کے لیے میں کہتا ہوں سوائے اسکے کہ سکول force کرے اور compulsory ہو۔ ہر ایک کے لیے mandatory بن جائے کہ ضرور جانا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے۔ لیکن otherwise day trip تو ٹھیک ہے۔ رات کو avoid کرنا چاہیے، رات کے trip کو۔ کیونکہ بہت سارے لڑکوں سے بھی، لڑکیوں سے بھی جو جاتے ہیں میں نے ان سے پوچھا ہے ان کا ایک دفعہ جانے کے بعد experience جو ہے وہ اچھا نہیں ہوتا۔ صرف یہی نہیں کہ احمدی، بعض غیر احمدی بچوں سے ہندو یا دوسرے بچوں سے بھی مجھے پتہ لگا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہاں بعض دفعہ ماحول اچھا نہیں ہوتا۔ اور وہ ایک تو چھیڑ چھاڑ بہت زیادہ کرتے ہیں اور پھر بعض دفعہ bully کرنا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ غلط قسم کی حرکتیں بھی کرتے ہیں تو اس لیے بہتر یہ ہے کہ overnight stay کو avoid کیا جائے۔ اگر تم نے باہر جانا ہے، سیر کرنے کا شوق ہے تو اپنے اماں ابا سے کہو تمہیں overnight stay باہر کرائیں، کیمپنگ کروا لیں۔ میں نے بعض بچوں کو کہا وہ اس طرح کریں کہ ماں باپ خود آرگنائز کریں ان کا overnight stay، کیمپ لے کر جائیں تو لوگوں نے کیا۔ آپ تو ناصرات ہیں، لجنہ ہیں واقفاتِ نَو ہیں تم لوگوں نے کیمپ لگانا ہے حدیقۃ المہدی میں جا کے کیمپنگ کرو۔ overnight stay بھی ہو جائے گا تمہاری enjoyment بھی ہو جائیگی اور جماعتی سسٹم میں رہ کے ہو گا تو پھر جو غلط قسم کی باتیں ہوتی ہیں وہ بھی نہیں ہوں گی۔

ایک اَور واقفہ نو نے عرض کی کہ بیت الفتوح میں حضورِ انور کی عدم موجودگی کا بہت زیادہ احساس کیا جا رہا ہے۔ اور انہوں نے سوال کیا کہ حضورِ انور بیت الفتوح کب دوبارہ تشریف لائیں گے؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ دعا کریں۔ جب حالات بہتر ہو جائیں گے تو میں دوبارہ جمعہ کے لیے مسجد بیت الفتوح آ جایا کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کا انحصار آپ کی دعاؤں پر ہے اور اس بات پر کہ کب ہمیں اس کووڈ کی وبا سے خلاصی ملے گی۔

ایک اَور واقفہ نو نے عرض کی کہ سورۃ الاعراف کی آیت 12 کی تشریح میں لکھا ہوا ہے کہ ابلیس سب evil spirits کا سردار ہے جیسے حضرت جبرئیل سب فرشتوں کے سردار ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس دنیا میں evil spirits کہاں پہ ہیں اور ان کا کیا کام ہے اور ہم ان کے اثرات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر برا کام شیطان کا کام ہے اور ان برے کاموں کی جو پھونکیں مارتا ہے جو اس کے لیے لوگوں کو بھڑکاتا ہے اس کا نام شیطان ہے۔ تو اس لیے ہر نیک کام، روحانی کام جبرئیل علیہ السلام اپنے باقی کام کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ سے، اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے دنیا میں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ اور جو شیطانی کام ہیں، جو برے کام ہیں، جو گندے کام ہیں ان کے لیے شیطان ہر وقت کانوں میں پھونکیں مارتا رہتا ہے کہ یہ کرو، یہ کرو، یہ کرو۔ اور پھر یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ برے کاموں کو بتائے، برے کاموں کو اچھا رنگ دے کر، جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بتایا کہ اگر تم یہ پھل کھا لو یا یہ کام کر لو تو تم جنت میں مستقل رہ جاؤ گے اور انہوں نے اس کے دھوکے میں آ کے کر لیا۔ تو بعض دفعہ اچھے کاموں کا بہانہ کر کے شیطان برے کام بھی انسان سے کروا دیتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ ایک تو اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکے سے، شیطان کے حملوں سے ہمیں پناہ میں رکھے۔ پھر لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم بھی پڑھتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی سب طاقتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے fold میں لے لے اور محفوظ رکھے اور ہر قسم کے شیطانی حملوں سے ہمیں بچا کے رکھے تا کہ کوئی گندے خیالات ہی نہ آئیں۔ اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہیے۔ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ یہ چیزیں جو ہیں یہ شیطان کے حملوں سے بچاتی رہتی ہیں۔

ایک اور واقفہ نو نے سوال کیا کہ آپ کی کیا advice ہے ان بچوں کیلئے جو مینٹل ہیلتھ اور ڈپریشن کے شکار ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ کھلی ہوا میں جایا کریں اور پہلے تو وجہ معلوم کریں۔ ان کو اپنے کسی psychiatrist کو دکھانا چاہیے، ان کے ماں باپ کو، ان کے parents کو، ان کے بڑے بہن بھائیوں کو کسی psychiatrist کے پاس لے جائیں اور اس کا صحیح طرح علاج کریں اور اس کی جو تکلیف ہے دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر یہ ہے کہ یہ نوٹ کرو کہ کس وقت زیادہ ایسی صورت بنتی ہے۔ دن کے وقت دس گیارہ بجے بنتی ہے تو پھر اس وقت تھوڑی سی کھلی ہوا میں باہر جا کے ٹہلیں۔ دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خود بھی دعا کریں۔ تھوڑی اپنی بھی will power ہونی چاہیے determination بھی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس phase میں سے نکالے۔ تو علاج بھی ہو اور دعا بھی ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے لیے آجکل ایم ٹی اے پہ پروگرام بھی آ رہے ہوتے ہیں ایک ڈاکٹر صاحب بتا رہے ہوتے ہیں کس طرح دور کی جا سکتی ہے۔ وہ پروگرام دیکھ لو اور میرا خیال ہے اس کی آن لائن ریکارڈنگ چل رہی ہو گی وہاں سے بھی پتا لگ جاتا ہے تو دیکھ کے جو ان کے parents ہیں یا بڑے بہن بھائی ہیں وہ دیکھ لیں پھر اس کے مطابق treatment کریں لیکن بہرحال یہ بیماری ہے اس بیماری کو پوری طرح seriously دیکھنا چاہیے، اور treat کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ کسی ڈپریشن والے کا مذاق اڑا دیا، یوں نہیں کرنا چاہیے۔ اور خود بھی استغفار کرو اور نماز پڑھو تو اللہ تعالیٰ پھر اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم خود کو سوشل میڈیا کے negative استعمال سے کیسے بچا سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ تمہیں پتا ہے سوشل میڈیا کی کون سی چیزیں negative ہیں کون سی positive ہیں؟ کہتے ہیں کہ اگر کوئی سویا ہوا آدمی ہو اس کو تم جگا سکتے ہو جو جاگ رہا ہو اس کو کس طرح جگاؤ گے جو مچلا بن کے سویا ہو۔ جو pretend کر رہا ہو کہ میں سویا ہوا ہوں۔ اگر تم pretend کر رہی ہو کہ میں سوئی ہوئی ہوں۔ تمہیں جو مرضی ہلاتا رہے تم اٹھو گی نہیں۔ اگر صحیح طرح سوئی ہوئی ہو، حقیقت میں تمہیں کوئی جگائے گا تو جاگ جاؤ گی۔ اور غصہ میں جگانے والے کو کہو گی کیا مجھے تنگ کر رہے ہو، مجھے سونے نہیں دے رہے۔ تو بہرحال سوشل میڈیا پہ negative باتیں بھی آتی ہیں، positive بھی۔ negative باتیں تمہیں پتا ہے کیا ہیں تو ان کو avoid کرو، ان کے قریب نہ جاؤ، ان کو نہ دیکھو۔ یہ تو temptation ہے۔ temptation ہو جاتی ہے ایک آدمی ایک دفعہ میڈیا پہ کوئی لنک کھولتا ہے، اس میں کچھ دیکھ لیتا ہے، اس میں interest پیدا ہوتا ہے وہ پھر دیکھتا ہی نہیں کہ اس کے بُرے اثرات کیا ہو رہے ہیں۔ پھر اگلا، پھر دوسرا، پھر تیسرا پروگرام اس پہ دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس سے غلط ہوتا ہے۔ تو پہلی دفعہ اگر تم دیکھو کہ سوشل میڈیا پہ کوئی ایسی چیز آئی ہے جو تمہارے پہ negative اثر ڈال سکتی ہے تو تم فوری طور پر اس کو بند کر دو اور اس سوشل میڈیا کی اَور سائٹس جو اچھی اچھی ہیں ان کو دیکھو کے جہاں knowledge بھی ہے، علم بھی آ رہا ہے یا ایجوکیشنل (educational) پروگرام ہیں یا دوسرے سائنس کے پروگرام ہیں یا ڈاکومنٹریز ہیں یا اس کے اوپر کوئی comments ہیں یا اَور پڑھے لکھے سائنسدانوں کے comments ہیں یا جماعت کا سوشل میڈیا ہے ان پہ چلی جاؤ اور ان کو دیکھو بجائے اس کے کہ negative اثر ڈالنے والے سوشل میڈیا کو دیکھو۔ تو یہ تو خود اپنی will power اور detemination ہے کہ کتنا تم اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہو۔

ایک اَور واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہمیں نماز کا طریقہ آنحضور ﷺ نے سکھایا تھا۔ اسلام سے پہلے انبیاء کس طرح عبادت کرتے تھے؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان کے بھی مختلف طریقے تھے۔ بعض لوگ سجدے کرتے ہوں گے۔ بعض لوگ بیٹھ کے ہاتھ اٹھا کے کر لیتے ہوں گے۔ گھٹنے ٹیکتے ہوں گے۔ سجدہ تو میرا خیال ہے ہر مذہب میں ہی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ہندوؤں میں بھی اور دوسروں میں بھی کہ سجدہ کا رجحان ہے، ماتھا ٹیکنے کا ہر مذہب میں ہے۔ لیکن یہ جو طریقہ ہے کھڑے ہونا، دعا کرنا پھر رکوع میں جانا پھر سمع اللہ کہہ کر کھڑے ہونا، پھر سجدے میں جانا پھر بیٹھنا، نماز کا یہ طریقہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو سکھایا ہے۔ باقیوں کے لیے اتنا detail میں یہ طریقہ نہیں تھا۔ مختلف طریقے تھے۔

ایک اَور واقفہ نو نے عرض کی کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے ایک دروازے کا نام ریان ہے جس میں سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ میرا سوال ہے کہ کیا جنت کے اس کے علاوہ اَور بھی دروازے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ آٹھواں دروازہ بخشش کا دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش سے وہاں اس میں داخل ہو جائیں گے۔ تو ہر نیکی کے لیے دروازے ہیں۔ اور سات تو نیکیوں کے دروازے اور آٹھواں دروازہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کے لیے بخشش کا رکھا ہوا ہے، اپنے رحم کا رکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے گا اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے، بے انتہا رحم کرنے والا ہے اور لوگوں کو معاف کرنے والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے آٹھ دروازے رکھے ہیں۔ دوزخ کے کم اور جنت کے زیادہ ہیں۔

بعد ازاں حضورِ انور نے فرمایا کہ چلو پھر وقت بھی ہو گیا تمہارا۔ 80 فیصد سوال تو تمہارے ہو ہی گئے ہیں۔ جن کے رہ گئے ہیں پھر کبھی کلاس ہوئی تو دیکھ لیں گے۔ چلو پھر اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30-24 مئی 2022)

......☆......☆......☆......

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کو جو ایک الٰہی نظام ہے ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی، اسلام کی اشاعت، دنیا کا امن یہ سب بنیادی طور پر نظام خلافت سے منسلک ہیں

اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے پختہ تعلق بنائیں اور ہمیشہ اس سے وفادار رہیں

میں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایم ٹی اے دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے

آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہیے

درحقیقت ایم ٹی اے خلافت سے آپ کا مستقل رابطہ جوڑے رکھتا ہے

جماعت احمدیہ گنی کناکری کے دسویں جلسہ سالانہ منعقدہ 30، 31 دسمبر 2023 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ گنی کناکری اپنا دسواں جلسہ سالانہ 31-30 دسمبر 2023ء کو منعقد کر رہی ہے۔ اللہ اس جلسہ کو بابرکت اور کامیاب کرے اور اس منفرد اور پاک جلسہ میں شریک تمام احباب بے شمار روحانی ترقیات حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ بات نہایت اہم ہے کہ آپ اس جلسہ میں شامل ہونے کے حقیقی مقصد کو سمجھنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ (اشتہار ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۶۱، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

لہٰذا یہ جلسہ کوئی دنیاوی فوائد کے حصول یا تفریح کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ روحانی ماحول سے حصہ لینے اور اپنی اخلاقی حالتوں کو درست کرنے کا ایک موقع ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری یاددہانی کروائی ہے کہ ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے‘‘۔ (اشتہار ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

چنانچہ آپ کو محض اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے مسیح و مہدی موعودؑ کو قبول کر لیا ہے جس کی آمد کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود خبر دی تھی۔ بلکہ آپ کو تمام شرائط بیعت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ شرائط آپ کی زندگی کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالیں گے، اپنے جائزے لیں گے، غور و فکر سے کام لیں گے اور اپنے روزمرہ کے افعال کو بہتر کریں گے تو نہ صرف آپ بہترین احمدی بن جائیں گے بلکہ دنیا میں حقیقی انقلاب لانے والے بھی ہوں گے۔ ہر شرط بیعت میں لامتناہی حکمتیں ہیں۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر شرط بیعت پر خوب غور کرتے رہنا چاہیے۔

آپ کو اپنا دینی علم اور عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہیے۔ اور اپنی تمام تر استعدادوں اور قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی روحانی حالت کو اس درجہ تک بڑھانا چاہیے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے احباب سے توقع کی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ’’اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لیے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے...... خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۹۷-۱۹۸)

میں آپکو تاکید کرتا ہونکہ خلافت احمدیہ کو جو ایک الٰہی نظام ہے ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن کا قیام یہ سب بنیادی طور پر نظام خلافت سے منسلک ہیں۔ اسلئے میں آپکو نصیحت کرتا ہونکہ خلیفۃ المسیح سے پختہ تعلق بنائیں اور ہمیشہ اس سے وفادار رہیں۔ میں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایم ٹی اے دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہیے۔ درحقیقت ایم ٹی اے خلافت سے آپ کا مستقل رابطہ جوڑے رکھتا ہے۔

میں آپکو یاد دلاتا چلوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کو گنی کناکری کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کیلئے دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں۔ اللہ آپ سب کو اس کام کی توفیق دے۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔

(رپورٹ: طاہر محمود عابد۔ صدر و مبلغ انچارج گنی کناکری)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2024)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

یہ بات ہے تو پھر خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں کریگا۔ آخر پانی ختم ہوا۔ غذا ختم ہوئی اور باوجود اس کے کہ اس علاقہ میں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی حضرت ہاجرہؓ اپنے بچے کی تکلیف کو نہ دیکھ کر جو پیاس سے تڑپ رہا تھا ایک ٹیلے پر چڑھ گئیں کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے اور اس سے پانی مانگ لیں یا شاید کوئی آبادی دکھائی دے۔ انہوں نے جس حد تک انسانی نظر کام کر سکتی تھی دیکھا مگر انہیں کہیں پانی کا نشان نظر نہ آیا۔ تب وہ اسی گھبراہٹ میں اُتریں اور دوڑتی ہوئی دوسرے ٹیلے پر چڑھ گئیں۔ وہاں سے بھی دیکھا مگر پانی کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ اسی کرب و اضطراب کی حالت میں حضرت ہاجرہؓ سات دفعہ دوڑیں اور آخر اُن کا دل بیٹھنے لگا کہ اب کیا ہوگا۔ اس پر معاً خدا تعالیٰ کا الہام نازل ہوا کہ اے ہاجرہؓ! خدا نے تیرے بچے کیلئے سامان پیدا کر دیا ہے۔ جا اور اپنے بچے کو دیکھ۔ حضرت ہاجرہؓ واپس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ جہاں بچہ پیاس سے تڑپ رہا تھا وہاں پانی کا ایک چشمہ اُبل رہا ہے۔ یہی وہ چشمہ ہے جس کو چاہ زمزم کہتے ہیں۔ زمزم درحقیقت اُس گیت کو کہتے ہیں جو خوشی میں گایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت ہاجرہؓ نے اُس چشمہ کا نام خود زمزم رکھا تھا کیونکہ اس چشمہ کے ذریعہ سے اپنے بچہ کی نجات کی خوشی میں اُن کیلئے شکریہ میں گانے کا موقعہ پیدا ہوا تھا۔ پانی کا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح انتظام کر دیا اب غذا کی فکر تھی۔ اتفاقاً ایک قافلہ راستہ بھول گیا اور وہ اُسی جگہ آپہنچا جہاں حضرت ہاجرہؓ بیٹھی تھیں۔ قافلہ والوں کو پانی کی سخت ضرورت تھی انہوں نے جب وہاں چشمہ دیکھا تو حضرت ہاجرہؓ سے کہا کہ ہم آپ کی رعایا بن کر یہاں رہیں گے۔ آپ ہمیں اس جگہ بسنے کی اجازت دے دیں۔ حضرت ہاجرہؓ نے انہیں اجازت دیدی۔ اور وہ وہاں حضرت ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ کی رعایا بن کر رہنے لگے۔ اور پیشتر اس کے کہ اسمٰعیلؑ جوان ہوتا خدا نے اُسے بادشاہ بنا دیا۔ (بخاری کتاب بدء الخلق)

آج تک حج کے ایّام میں حضرت ہاجرہؓ کے اس واقعہ کی یادگار کے طور پر ہی صفا اور مروہ پر ہر حاجی کو سات دفعہ دوڑنا پڑتا ہے۔ یہ دوڑنا حضرت ہاجرہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کا ایک اقرار ہوتا ہے۔ یہ دوڑنا اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اگر ہمیں بھی خدا کیلئے کسی وقت اپنے عزیزوں کو چھوڑنا پڑا تو ہم انہیں چھوڑنے میں کوئی دریغ نہیں کریں گے۔ پس حج ایک اہم عبادت ہے جو اسلام نے مقرر کی ہے۔ جب کوئی شخص مکہ مکرمہ میں جاتا ہے اور مناسکِ حج کو پوری طرح بجالاتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ آجاتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنیوالے ہمیشہ کیلئے زندہ رکھے جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 32)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر ہر گناہ پر اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرمانا شروع کر دے یا جب سے دُنیا بنی ہے عذاب نازل کرتا رہتا تو اب تک نسل انسانی ختم ہو چکی ہوتی

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ مارچ 2008ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ ✡ نہ اہلِ عِفّت و دیں کا ہے پیشہ
تمہیں یہ بھی سُناؤں اس بیاں میں ✡ کہ عاشق کِس کو کہتے ہیں جہاں میں

طالب دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو ہر احمدی کو، ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا اور وہ راستے دکھانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے راستے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ اپریل 2008ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر ✡ محبت کی کماں سے آ لگا تِیر
تمہارے دِل میں شیطاں دے ہے بچے ✡ اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

غزوۂ حمراء الاسد کے حوالے سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عشق ووفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اپنے زخموں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخموں کے متعلق زیادہ فکرمند تھا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26/اپریل 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: احد کی جنگ کے بعد جب دشمن کی مدینہ پر حملہ کی سازش کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب دشمن کے اُحد کی جنگ کے بعد راستہ سے پلٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے کی سازش کا علم ہوا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بلایا اور ان کو اس مُزَنِی صحابی کی بات بتائی جنہوں نے یہ اطلاع دی تھی۔ تو ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن کی طرف چلیں تا کہ وہ ہمارے بچوں پر حملہ آور نہ ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ وہ اعلان کریں کہ رسول اللہ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ دشمن کے لیے نکلو اور ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی میں شامل تھا یعنی اُحد کی لڑائی میں جو لوگ شامل تھے صرف وہی ساتھ جائیں گے۔

سوال: اسلامی پرچم اور مدینہ کی قائمقامی کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسلامی پرچم اور پھر مدینہ کی قائمقامی کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا منگوایا جو کہ گذشتہ روز سے ہی بندھا ہوا تھا، اس کو ابھی تک کھولا نہیں گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دے دیا اور ایک جگہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ اس موقع پر حضرت ابن ام مکتومؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا فیصلہ کیسا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا۔ منافقین کے نزدیک جنگِ اُحد میں ستّر افراد کے جانی نقصان کے بعد اگلے ہی روز دشمن کے تعاقب میں بِنا زائد افرادی قوت کے جانا انتہائی خطرناک تھا مگر بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا جس سے مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے گزاری۔ آپؐ کو اندیشہ تھا کہ اگر اُحد سے واپس مکہ جانے والے مشرکین نے سوچا کہ میدانِ جنگ میں اپنا پلہ بھاری ہوتے ہوئے بھی ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو یقیناً انہیں ندامت محسوس ہوگی اور وہ راستے سے پلٹ کر مدینہ پر دوبارہ حملہ کریں گے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین جنگی حکمتِ عملی اپناتے ہوئے دشمن کے تعاقب کا فیصلہ فرمایا۔ اس فیصلے نے مجاہدین کے حوصلوں کو مزید بلندیوں تک پہنچا دیا اور منافقین کے دل پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ ارادی اور قوتِ یقین کی ہیبت طاری کر دی۔ تیسری طرف جب دشمن کو خبر ملی کہ اسلامی لشکر ان کے تعاقب میں ہے تو ان کے حوصلوں کے ٹمٹماتے چراغ بجھنے لگے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ کو ساتھ لیجانے سے کیوں منع فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ غزوۂ اُحد میں نہ صرف یہ خود واپس گیا تھا بلکہ اپنے ہمراہ تین سو ساتھی بھی لے کر پلٹ گیا تھا۔ ایسی حرکت پر یقیناً وہ شرمندہ بھی ہوگا اور شاید اس ندامت کا داغ مٹانے کے لیے، یا خدا معلوم کسی اَور سازش کے تحت کیونکہ منافقین کا تو پتہ کچھ نہیں ہوتا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اسے ساتھ جانے سے منع فرما دیا۔

سوال: صحابہ کرام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کس طرح اطاعت کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اُحد کے زخمی صحابہؓ میں سے بعضوں کو جنگ میں کاری زخم لگے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری کا کیا نمونہ دکھایا اس بارے میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان تھا کہ سنتے ہی عشق و وفا کے یہ مخلص جاں نثار اپنے زخموں کو سنبھالتے ہوئے، اپنے اسلحوں کو لیے ہوئے ایک بار پھر نکل پڑے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تو فوری طور پر وہ نکل پڑے۔ حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو نو زخم لگے ہوئے تھے انہوں نے ابھی دوا لگانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اپنے زخموں پر دوائی لگانے کے لیے بھی نہیں رکے اور چل پڑے۔ بنوسلمہ سے چالیس زخمی نکلے۔

سوال: حضرت جابر بن عبداللہؓ کو ساتھ جانے کی اجازت کے بارے میں کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ کو ساتھ جانے کی اجازت کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس مہم میں صرف وہی ساتھ جائیں گے جو جنگِ اُحد میں شامل ہوئے تھے اور اسی پر سختی سے عمل بھی ہوا۔ لیکن ایک خوش بخت مخلص صحابی ایسے تھے کہ جو جنگِ اُحد میں شامل نہیں ہوئے لیکن اب ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی تھی اور وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ تھے۔ جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کے منادی نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی یعنی جنگِ اُحد میں موجود تھا اور مَیں لڑائی میں حاضر ہونے کا خواہش مند تھا لیکن میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں کے لیے پیچھے چھوڑ دیا اور ایک قول کے مطابق ان کی بہنوں کی تعداد نو تھی۔ میرے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے! میرے اور تیرے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم ان عورتوں کو بغیر کسی مرد کے چھوڑ دیں۔ مجھے ان کا ڈر ہے یہ کمزور عورتیں ہیں۔ اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تجھے خود پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ بھی ہے کہ ہم عورتوں کو بھی پیچھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے اور جہاد میں مَیں خود بھی جانا چاہتا ہوں اور میری خواہش یہی ہے کہ مَیں جاؤں اور تم نہ جاؤ تو تُو اپنی بہنوں کے پاس پیچھے رہ جا اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پہ جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس لیے مَیں اپنے باپ کے اس حکم کی تعمیل میں کل جہاد میں شامل نہیں ہوسکا وگرنہ میرا بھی پورا ارادہ تھا۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کی عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سوال: مسلمانوں کی زادراہ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کی سخاوت کے بارے میں حضور انور نے یا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حمراء الاسد میں ہمارا عام زادراہ کھجوریں تھیں، کھجوریں ہی کھایا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ تیس اونٹ کھجوریں لائے جو حمراء الاسد مقام تک ہمارے لیے وافر رہیں۔ راوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اونٹ لے کر آئے تھے جو کسی دن دو یا کسی دن تین کر کے ذبح کیے جاتے تھے۔

سوال: ابوسفیان نے کس کی بات سن کر مدینہ میں پیش قدمی کا ارادہ ترک کر دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: معبد خُزَاعی کی بات سن کر ابوسفیان نے مدینہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

سوال: حضرت طلحہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کے متعلق کیا بیان فرماتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اپنے زخموں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کے متعلق زیادہ فکرمند تھا۔

سوال: حَمراء الاسد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے کی راہنمائی کرنے والے کون تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ثابت بن ثَعْلَبَہ خَزْرَجی حَمراء الاسد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے کی راہنمائی کرنے والے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ثابت بن ضَحّاک راہنمائی کرنے والے تھے۔

......☆......☆......☆......

اُحد کے دن بھی مسلمانوں کو شکست قطعاً نہیں ہوئی تھی، ہاں پہلے مرحلے میں ایک واضح فتح کے بعد دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کو سخت جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار مسلمان میدانِ اُحد میں ہی قائم وموجود رہے اور کفار مکہ کو مکمل فتح اور جیت حاصل کرنے سے تائید غیبی نے اپنی زبردست طاقت سے روکے رکھا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3/مئی 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہرچند کہ غزواتِ نبویؐ پر نظر ڈالنے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احسن اور بے مثل استعدادوں پر بھی حیران کن روشنی پڑتی ہے جو بحیثیت ایک سالار جیش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّل وآخر حیثیت ایک جنگی ماہر کی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی سردار کی تھی جس کے ہاتھوں میں مکارمِ اخلاق کا جھنڈا تھمایا گیا تھا۔

سوال: رئیسِ خزاعہ نے جب حمراء الاسد میں لشکر اسلام کو دیکھا تو قریش مکہ کو کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رئیسِ خزاعہ نے جب حمراء الاسد میں لشکر اسلام کو دیکھا تو قریش مکہ کو فرمایا: تُم کیا کرنے لگے ہو۔ واللہ! مَیں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا اور اُحد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے۔

سوال: کیا احد کے دن مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اُحد کے دن بھی مسلمانوں کو شکست قطعاً نہیں ہوئی تھی۔ ہاں پہلے مرحلے میں ایک واضح فتح کے بعد دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کو سخت جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار مسلمان میدانِ اُحد میں ہی قائم وموجود رہے اور کفار مکہ کو مکمل فتح اور جیت حاصل کرنے سے تائید غیبی نے اپنی زبردست طاقت سے روکے رکھا اور باوجود ایک وقتی غلبہ کے وہ مسلمانوں کو مزید نقصان پہنچانے سے محروم رہے اور اس وقت کے جنگی رواج کے مطابق بے نیل ومرام میدانِ اُحد سے واپس چلے گئے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت کے جنگی اصول اور رواج کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں کو میدانِ اُحد میں شکست ہوئی تھی کیونکہ شکست کیسی! یا کفار کو فتح کیسی! مسلمان تو میدان میں ہی اس وقت بھی موجود تھے کہ جب آخر کار ابوسفیان محض نعرے لگا کر اپنے لشکر کو لے کر میدانِ اُحد چھوڑ کر مکہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوہ احد سے مدینہ واپسی میں مدینہ اور حمراء الاسد کے کیا حالات بیان فرمائے؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: یہ رات مدینہ میں ایک سخت خوف کی رات تھی کیونکہ باوجود اسکے کہ بظاہر لشکرِ قریش نے مکہ کی راہ لے لی تھی یہ اندیشہ تھا کہ انکا یہ فعل مسلمانوں کو غافل کرنے کی نیت سے نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک لَوٹ کر مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں لہٰذا

اس رات کو مدینہ میں پہرہ کا انتظام کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر مدینہ سے چند میل جا کر ٹھہر گیا ہے اور رؤسائے قریش میں یہ سرگرم بحث جاری ہے کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیوں نہ مدینہ پر حملہ کر دیا جاوے اور مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی جڑ کاٹ دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کو کہا کہ سوائے ان لوگوں کے جو اُحد میں شریک ہوئے تھے اَور کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ نکلے۔ چنانچہ اُحد کے مجاہدین جن میں سے اکثر زخمی تھے اپنے زخموں کو باندھ کر اپنے آقا کے ساتھ ہو لئے۔ اس موقعہ پر مسلمان ایسی خوشی اور جوش کے ساتھ نکلے کہ جیسے کوئی فاتح لشکر فتح کے بعد دشمن کے تعاقب میں نکلتا ہے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ حمراء الاسد میں پہنچے جہاں دو مسلمانوں کی نعشیں میدان میں پڑی ہوئی پائی گئیں اور تحقیقات پر معلوم ہوا کہ یہ وہ جاسوس تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پیچھے روانہ کئے تھے مگر جنہیں قریش نے موقعہ پا کر قتل کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہداء کو ایک قبر کھدوا کر اس میں اکٹھا دفن کروا دیا۔ شام ہو چکی تھی آپؐ نے یہیں ڈیرا ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میدان میں مختلف مقامات پر آگ روشن کر دی جاوے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حمراء الاسد کے میدان میں پانچ سو آگیں شعلہ زن ہو گئیں جو ہر دُور سے دیکھنے والے کے دل کو مرعوب کرتی تھیں۔ غالباً اسی موقعہ پر قبیلہ خزاعہ کا ایک مشرک رئیس معبد نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اُحد کے مقتولین کے متعلق اظہار ہمدردی کی اور پھر اپنے راستہ پر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہ مقام روحاء میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ قریش کا لشکر وہاں ڈیرا ڈالے پڑا ہے۔ اور مدینہ کی طرف واپس چلنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ معبد فوراً ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا کہ تُم کیا کرنے لگے ہو؟ واللہ! مَیں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا اور اُحد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں پر معبد کی ان باتوں سے ایسا رعب پڑا کہ وہ مدینہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر قریش کے اس طرح بھاگ نکلنے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپؐ نے خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ یہ خدا کا رعب ہے جو اس نے کفار کے دلوں پر مسلط کر دیا ہے۔

سوال: جنگ احد کی ہزیمت کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اُحد کی ہزیمت اگر ایک لحاظ سے موجب تکلیف تھی تو دوسری جہت سے وہ مسلمانوں کے لئے ایک مفید سبق بھی بن گئی اور تکلیف ہونے کے لحاظ سے بھی وہ ایک محض عارضی روک تھی جو مسلمانوں کے راستے میں پیش آئی اور اس کے بعد مسلمان اس سیلابِ عظیم کی طرح جو کسی جگہ رک کر اور ٹھوکر کھا کر زیادہ تیز ہو جاتا ہے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنگِ اُحد کے بعد کے واقعات کا کیا تجزیہ بیان کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی ایک تقریر میں جنگِ اُحد کے بعد کے واقعات کا جو تجزیہ کیا ہے اس کے کچھ نکات یہ ہیں: نمبر ایک یہ کہ مسلمانوں سے احساس شکست کو **کلیۃ** مٹانے کے لیے اس سے بہتر اَور کوئی اقدام ممکن نہ تھا کہ انہیں بلا توقف از سرِ نو مقابلے کے لیے میدانِ قتل میں لے جایا جاتا۔

نمبر دو: یہ کہ تازہ دم نوجوانوں اور نئے مجاہدین کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ آپؐ ظاہری اسباب پر بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے اس دعوے اور یقین میں سچے تھے کہ آپؐ کا اصل توکّل اپنے رب پر ہی ہے اور وہ یقیناً آپؐ کی نصرت پر قادر ہے۔

نمبر تین: اس فیصلے کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان صحابہؓ کی دلداری فرمائی جن کے پاؤں میدانِ اُحد میں اکھڑ گئے تھے اور ان پر اس مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا کہ وہ درحقیقت پیٹھ دکھانے والے نہیں تھے بلکہ اچانک ناگزیر حالات سے مجبور ہو گئے تھے۔

نمبر چار: یہ امر کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سو فیصد اعتماد درست تھا اور کوئی جذباتی فیصلہ نہ تھا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثنیٰ اُحد کے وہ سب مجاہدین پورے عزم اور جوش کے ساتھ اس انتہائی خطرناک مہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے جن میں چلنے پھرنے کی سکت موجود نہ تھی اور کسی ایک نے بھی یہ کہہ کر منہ نہ موڑا کہ یہ مہم خودکشی کے مترادف ہے اور یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک دفعہ بمشکل جان بچانے کے بعد پھر اس قوی اور جابر دشمن کے چنگل میں از خود پھنس جانا کہاں کی دانائی ہے؟

نمبر پانچ: یہ کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کا یہ اقدام محض نفسیاتی اور اخلاقی فوائد کا حامل نہیں تھا بلکہ فوجی نکتہ نگاہ سے بھی انتہائی کارآمد ثابت ہوا اور اس سے دشمن ایک اَور شدید تر حملے سے باز آ گیا بلکہ اس حال میں واپس لوٹا کہ فتح کی ترنگ کے بجائے بُری طرح مرعوب ہو چکا تھا۔

......☆......☆......☆......

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM
Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones
TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com
Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com
HG GEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com
طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29/فروری 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عبد الحلیم صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری مال۔ یوکے)

25/فروری 2024ء کو 85/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ حکیم فضل حق صاحب رئیس بٹالہ رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، ایک غریب پرور اور خلافت کی شیدائی، رحم دل، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم ملک محی الدین محمد عبد اللہ صاحب نیشنل عاملہ جماعت برطانیہ کے ممبر ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم عطاء العلیم صاحب ریجنل امیر اور تیسرے بیٹے مکرم ملک عبد الودود صاحب مرکز کے IT شعبہ میں واقف زندگی کے طور پر خدمت کر رہے ہیں۔ آپ مکرم عبد القدوس عارف صاحب مربی سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کی نانی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ادریس عبد اللہ صاحب (گھانا)

13/جنوری 2024ء کو 79/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ Greater Accra Region کے صدر رہ چکے ہیں۔ 40 سال قبل اُن کا ایک کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا لیکن اپنی صحت کی کمزوری کے باوجود ہمیشہ جماعتی خدمت میں نمایاں رہے۔ آپ ایک اچھے باپ اور اچھے دوست اور قابل آدمی تھے۔ صائب الرائے اور اچھی نصیحت کرنے والے انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم مرزا سلطان احمد صاحب (نارووال)

19/جنوری 2024ء کو 62/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ، ایک ہمدرد، مخلص اور نیک انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ گاؤں میں مخالفت کے باوجود غیر از جماعت آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور اپنے بعض ذاتی کاموں میں ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم بشیر احمد رند صاحب ابن مکرم سلطان خاں رند صاحب (ربوہ)

26/جنوری 2024ء کو 64/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا حضرت حامد خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ جنہوں نے 1905ء میں بستی رنداں سے 30/افراد کے ہمراہ قادیان جا کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، غریب پرور اور خوش اخلاق انسان تھے۔ ہمیشہ مسکرا کر لوگوں سے ملتے۔ خلافت کے ساتھ بہت گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور کارکن خدمت کی توفیق پائی۔ مریضوں کے ساتھ نہایت نرمی اور محبت سے پیش آتے اور ان کی مختلف طریقوں سے مدد کیا کرتے تھے۔ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں صدر صاحب محلہ کے ساتھ بطور معاون اور تنظیمی سطح پر بھی مختلف شعبہ جات میں خدمت بجا لاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم عبد القادر خان صاحب ابن مکرم یوسف خان صاحب (آف بھبنیشور صوبہ اڈیشہ۔ انڈیا)

25/اکتوبر 2023ء کو 86/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو 1955ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیعت کے بعد غیر احمدی رشتہ داروں کی طرف سے مخالفت کا بڑی بہادری اور جواں مردی سے سامنا کیا۔ مرحوم کا جماعت کے ساتھ والہانہ اخلاص کا تعلق رہا۔ آپ نے مقامی طور پر قائد مجلس اور صدر جماعت کے علاوہ امیر جماعت بھبنیشور کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو اُڑیہ ادب میں مہارت حاصل تھی۔ چنانچہ مختلف جماعتی لٹریچرز کا اردو سے اُڑیہ زبان میں ترجمہ کیا جن میں سر فہرست قرآن مجید کا ترجمہ شامل ہے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور جماعتی خدمتوں سے سرشار ایک ہر دلعزیز، مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم خلافت کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم محمد نور الدین امین صاحب امیر جماعت بھبنیشور اور نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت برائے جنوبی ہند کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(5) مکرم مفتی مصطفیٰ صادق صاحب ابن مکرم مفتی مرتضیٰ صادق صاحب (کراچی)

25/دسمبر 2023ء کو 45/سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور جماعتی خدمت میں پیش پیش رہنے والے ایک فعال رکن تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرم مظفر احمد چیمہ صاحب ابن مکرم بشیر احمد چیمہ صاحب (حلقہ واپڈا ٹاؤن لاہور)

9/جنوری 2024ء کو 76/سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب (مربی سلسلہ) کے بھتیجے اور حضرت چودھری کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور خدمت کا بڑا جذبہ رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے نگران بلاک حلقہ واپڈا ٹاؤن کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنے حلقہ کے تمام احباب سے رابطہ رہتا تھا اور ان کی ہر خوشی غمی میں شامل ہوتے اور ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اجلاسات میں باقاعدگی سے شامل ہوتے اور چندہ جات میں بھی بڑے باقاعدہ تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆......☆

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

بات اچھی طرح سمجھتے اور اپنی شکایت بھی مالک کے پاس ہی کرتے ہیں۔

سوال: ربوہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام پر الہامی کتاب نازل ہوئی، پھر بھی وہ تشریعی نبی کیوں نہیں کہلاتے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی لیکن وہ تشریعی نبی کہلاتے ہیں۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 6 /دسمبر 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لیے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام بھی کیا، انہیں لوگوں کی راہنمائی کے لیے ہدایات سے بھی نوازا اور بعض انبیاء کو صحف بھی عطا فرمائے۔ لیکن شریعت اللہ تعالیٰ نے اسی وقت نازل فرمائی جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان اس کا متحمل ہوسکتا تھا۔ اور پھر جب انسان آخری شریعت کی ذمہ داریوں کو برداشت کرنے کے قابل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ جنہوں نے انسان کامل کے درجہ کو پایا، کے قلب مطہر پر اپنی آخری اور دائمی شریعت یعنی قرآن کریم کا نزول فرمایا۔ اس سے قبل مختلف زمانوں میں نازل ہونے والی شریعتیں اپنے اپنے زمانہ کے انسانوں کے حالات اور ان کی قابلیتوں کے مطابق اور ایک مخصوص وقت کے لیے ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے زمانہ کے مطابق اور اُس دور میں پائے جانے والے انسانوں کی قابلیت کے مطابق شریعت عطا فرمائی گئی۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پر ان کے زمانہ اور حالات کے مطابق شریعت نازل ہوئی۔ جس کی اتباع میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مبعوث ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل تک مبعوث ہونے والے تمام انبیاء اسی شریعت کے پیروکار رہے۔ اور پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تو آپ کو شریعت موسوی سے نوازا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے نبی جو اپنے وقت کے دنیاوی بادشاہ بھی تھے اسی شریعت موسوی کے متبعین میں سے تھے۔ اس موسوی شریعت کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہا جو موسوی شریعت کے آخری نبی تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں اپنی آخری شریعت نازل فرمائی اور اس کے متعلق وعدہ فرمایا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (سورۃ الحجر: 10) یعنی اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

پس قرآن کریم کی صورت میں نازل ہونے والی شریعت آخری شریعت ہے جس میں قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی کے سامان موجود ہیں۔ لیکن اس سے پہلے حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہم السلام پر جو شریعتیں نازل ہوئیں وہ ایک مخصوص زمانہ کے لیے تھیں اور ایک شریعت کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت نازل ہونے والے انبیاء اسی پہلی شریعت کے تابع رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت نازل فرمادی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسوی شریعت ہی کی تائید اور تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے، انہیں کوئی الگ شریعت نہیں دی گئی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت 88 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لفظ قَفَّیۡنَا کے معنے ہیں ’’ہم نے پیچھے چلایا۔‘‘ اِس لفظ سے نہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور بھی بہت سے انبیاء آئے بلکہ یہ ظاہر کرنا بھی مطلوب ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی نہ تھے۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے اور اُسی راستہ پر چلتے تھے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تھے...... عام طور پر مفسرین یہ خیال کرتے ہیں کہ ہر رسول نئی شریعت لے کر آتا ہے۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت ﷺ تک جس قدر انبیاء آئے وہ سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع اور ان کی شریعت پر عمل کرنے والے تھے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 20)

اس زمانہ کے حَکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ 594)

اپنی تصنیف شہادت القرآن میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ جل شانہ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ۔ (البقرہ: 88) یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا۔ (المومنون: 45) یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 340 تا 341)

خود عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی تائید کے لئے اُس زمانہ کے لاہور کے بشپ جے اے لیفرائے کی درج ذیل شہادت اپنی تصنیف خطبہ الہامیہ میں درج فرمائی ہے:

The lord Jesus Christ was certainly not a lawgiver, in the sense in which Moses was, giving a complete descriptive law about such things as clean and unclean food etc. That he did not do this must be evident to anyone who reads the New testament with any care or thought whatever.

خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا جن معنوں میں کہ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت تھا۔ جس نے ایک کامل مفصل شریعت ایسے امور کے متعلق دی کہ مثلاً کھانے کے لئے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے وغیرہ۔ کوئی شخص انجیل کو بغیر غور کے سرسری نگاہ سے بھی دیکھے تو اس پر ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ یسوع مسیح صاحب شریعت نہ تھا۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۲ و ۱۴)

اس کے ساتھ ساتھ اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ ہر زمانہ میں مبعوث ہونے والے انبیاء مختلف مراتب اور مختلف فضیلتوں کے حامل تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ۘ مِنۡہُمۡ مَّنۡ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعۡضَہُمۡ دَرَجٰتٍ۔ (البقرہ: ۲۵۴) کی تفسیر میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ رسول جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی تھی۔ یعنی ان میں سے بعض اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ بلند مقام رکھتے تھے اور بعض نسبتاً کم۔ یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ پچھلے انبیاء کے ذکر پر طبعی طور پر یہ سوال ہوسکتا تھا کہ پہلے انبیاء تو ایک ایک قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور ان کا مقابلہ بھی صرف اپنی اپنی قوم کے افراد سے تھا۔ کوئی عالمگیر مخالفت ان کی نہیں ہوئی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میں ساری دنیا کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ ساری دنیا کے مقابلہ میں کس طرح فتح پا سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے رسولوں میں بھی تو آپس کے درجہ اور مقام کے لحاظ سے فرق تھا۔ یہ تو نہیں کہ سب ایک ہی درجہ رکھتے تھے۔ آخر کمال کے بھی ہزاروں درجے ہیں اور خود انبیاء میں بھی مدارج فضیلت میں فرق ہوتا ہے۔ پس ان میں سے ہونے کے یہ معنے نہیں کہ ان جیسا ہی درجہ ہو۔ اور کوئی فضیلت نہ ہو۔ مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ نبی ہونے کے علاوہ بادشاہ بھی تھے۔ اور اس طرح ان کو بعض انبیاء کے مقابلہ میں ایک ظاہری فضیلت حاصل تھی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بھی فضیلت عطا کی گئی۔ مگر داؤد کی فضیلت تو صرف چند نبیوں پر تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کی فضیلت سب انبیاء پر ہے۔ بلکہ آپ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی میرے زمانہ میں زندہ ہوتے تو وہ میری اطاعت کرتے۔

مِنۡہُمۡ مَّنۡ کَلَّمَ اللّٰہُ سے بعض لوگوں نے بالمشافہ گفتگو کرنا مراد لیا ہے۔ یعنی ایسے طریق پر کلام کرنا کہ درمیان میں جبرائیلی واسطہ نہ ہو۔ مگر میرے نزدیک مِنۡہُمۡ مَّنۡ کَلَّمَ اللّٰہُ سے تشریعی نبی مراد ہیں اور رَفَعَ بَعۡضَہُمۡ دَرَجٰتٍ سے غیر تشریعی انبیاء مراد ہیں۔ اس لئے کہ کلام تو ہر ایک رسول سے ہوتا ہے۔ بغیر کلام کے وہ نبی کیونکر ہوسکتا ہے اور درجہ بھی ہر ایک کا بلند ہوتا ہے۔ لیکن جب مقابلہ ہو تو اس کے یہی معنے ہونگے کہ بعض کو شریعت دی اور بعض کو صرف نبوت کا درجہ دیا گیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو شریعت نہیں دی گئی محض نبوت عطا کی گئی ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم سے بھی ملتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوۡسٰی تَکۡلِیۡمًا (نساء آیت ۱۶۵) اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے خوب اچھی طرح کلام کیا۔

یہ کہ کَلَّمَ اللّٰہُ کے معنے شریعت کے ہیں اس کا ثبوت ایک حدیث سے بھی ملتا ہے۔ امام احمدؒ نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ پہلے نبی آدم تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وَنَبِیٌّ کَانَ۔ کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں! نَبِیٌّ مُکَلَّمٌ (تفسیر فتح البیان جلد اوّل صفحہ 333) وہ مکلّم نبی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نبی مکلّم نہیں ہوتے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے کلام تو سب انبیاء سے کیا ہے اس لئے اس جگہ کلام سے مراد کلام شریعت ہے۔ اور رَفَعَ بَعۡضَہُمۡ دَرَجٰتٍ کے معنے یہ ہیں کہ بعض کو شریعت نہیں دی۔ ہاں نبوت کے درجہ رفیع پر ان کو سرفراز فرمایا۔ جیسے دوسری جگہ فرماتا ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ (بقرہ آیت 88) یعنی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے بعد ہم نے اس کی تعلیم کی اشاعت کے لئے پے در پے انبیاء بھیجے۔ یہ تمام انبیاء غیر تشریعی تھے جو موسوی شریعت کے تابع تھے۔

پھر فرماتا ہے وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَاَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے نشانات دیے اور روح القدس کے ساتھ اس کی تائید کی۔ اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے والا ہے کہ اس سورۃ میں چونکہ یہود مخاطب ہیں۔ اس لئے حضرت مسیحؑ کے ذکر کے ساتھ ہی ان کی بعض صفات بھی بتادی جاتی ہیں تا کہ دشمن پر حجت ہو۔ اس سے ان کی کسی خاص فضیلت کا اظہار مقصور نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مسیحیوں نے سمجھا ہے۔

اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ فرما کر اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ انہوں نے تورات کے بعض مضامین کو نمایاں طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور روح القدس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید فرمائی تھی۔ کیونکہ گو موسوی دور میں شریعت کی تکمیل ہوگئی تھی لیکن آہستہ آہستہ لوگوں کی نگاہ مغز سے ہٹ کر صرف چھلکے کی طرف آ گئی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تا کہ ایک طرف تو تورات کے احکام پر عمل کرائیں جیسا کہ انہوں نے خود کہا ہے: ’’یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔‘‘ (متی باب ۵ آیت ۱۷) اور دوسری طرف وہ لوگ جو بالکل اس کے چھلکے کو پکڑ کر بیٹھ گئے تھے ضروری تھا کہ ان کی اصلاح کی جاتی۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 572 تا 574)

پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ نے کوئی شرعی کتاب نہیں نازل فرمائی تھی بلکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ہی تابع نبی تھے، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحف ملے وہ دراصل موسوی شریعت ہی کی فرع تھے، کوئی نئی شریعت نہیں تھی۔ اس کے برعکس حضرت آدم علیہ السلام تشریعی نبی تھے لیکن ان پر نازل ہونے والی شریعت اُس زمانہ کے لوگوں کی قابلیت اور حالات کے مطابق اور ایک مخصوص زمانہ کے لیے تھی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2024)

......☆......☆......☆......

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

Love for All
Hatred for None

Fashion Quality
Sofa Works
115, Krishna Corner, Lakshmipuram Main Road,
Palani 624601 (Tamil Nadu)
Mobile : 94438 37576, 97861 47575

طالب دعا: ایم محمد حسین (جماعت احمدیہ پالانی، صوبہ تامل ناڈو)

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11738: میں عطیۃ المصور بنت مکرم عبدالرزاق صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 2 مارچ 2003 پیدائشی احمدی ساکن ترکھانہ والی سول لائن روڈ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد عبدالقیوم الامتہ : عطیۃ المصور گواہ : طلعت مہناز

مسل نمبر11739: میں نہال سی جی ولد مکرم عبدالسلام سی جی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 29 ستمبر 2000 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ : سرائے طاہر جامعہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ مستقل پتہ : گارڈنز اڈوتھیلا پینگاڑی کنّور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر احمد خادم العبد : نہال سی جی گواہ : یاسر ریحان

مسل نمبر11740: میں یونس احمد سی وی ولد مکرم سی وی احمد ساجد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 17 دسمبر 2000 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ سرائے طاہر جامعہ احمدیہ قادیان مستقل پتہ : بیت المحمود نزد ریلوے اسٹیشن پینگاڑی کنّور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر احمد خادم العبد : یونس احمد سی جی گواہ : یاسر ریحان

مسل نمبر11741: میں عرفان احمد ولد مکرم بشارت احمد محمود صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 11 فروری 1988 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ دس کنال اراضی جس میں سے چار کنال زراعت والی 6 کنال آڑبنہ (کاپ) خسرہ نمبر 656 و 657۔ ایک کچن اور دو پکے کمرے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/50,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : بشارت احمد محمود العبد : عرفان احمد گواہ : نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر11742: میں صائمہ کوثر زوجہ مکرم عرفان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار، کانٹے ایک جوڑی، کوکا ایک عدد، ایک عدد انگوٹھی (تمام زیورات چار تولہ 22 کیریٹ) حق مہر پانچ لاکھ یکصد ایک روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : عرفان احمد الامتہ : صائمہ کوثر گواہ : نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر11743: میں فلاح الدین عودہ ولد مکرم رشاد عودہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن : اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شمس الدین العبد : فلاح الدین گواہ : راشد

مسل نمبر11744: میں طاہرہ شمس زوجہ مکرم ڈاکٹر شمیم احمد وانی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 29 مارچ 1967 پیدائشی احمدی ساکن فیض آباد کالونی نایک باغ کولگام سرینگر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) 8 مرلہ پلاٹ ننگل باغبانہ قادیان میں ہے جس کا خسرہ نمبر 575 ہے۔ اس زمین پر ایک منزلہ مکان تعمیر شدہ ہے جو کہ میرے خاوند نے اپنے پیسوں سے بنوایا ہے۔ اس پراپرٹی میں صرف زمین ہی میری ہے اور اس پر تعمیر شدہ مکان میرے خاوند کا ہے۔ اس پراپرٹی میں سے میں زمین کی قیمت کا 1/10 حصّہ ادا کروں گی۔ (2) ترکہ پورہ بانڈی پورہ کشمیر میں میری ایک کنال (20 مرلہ) زمین موجود ہے جو کہ والدین سے ترکہ میں ملی ہے۔ (3) خاکسار کے پاس 9.5 تولہ 22/18 کیریٹ سونا موجود ہے جس کی موجودہ قیمت -/5,06,000 روپے ہے۔ (4) خاکسار کے پاس اس وقت نقدی -/7,39,500 روپے موجود ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شمیم احمد وانی الامتہ : طاہرہ شمس گواہ : منیر احمد وانی

مسل نمبر11745: میں سندیپ خان ولد مکرم دلباغ خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1991 تاریخ بیعت 1988 ساکن جماعت کھیدڑ تحصیل بروالہ ضلع حصار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : جوگیہ خان العبد : سندیپ خان گواہ : داؤد احمد

مسل نمبر11746: میں نصیب ولد مکرم بابو رام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 34 سال تاریخ بیعت 2000ء ساکن گاؤں سمین تحصیل ٹوہانہ فتح آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/19,328 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : منور احمد بھٹی العبد : نصیب گواہ : سیوا خان

مسل نمبر11747: میں عابد احمد ولد مکرم نصیر الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن گاؤں بوڑیا کھیڑا فتح آباد ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/16,800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منور احمد العبد : عابد احمد گواہ : طاہر احمد طارق

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY

Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)

(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 13 - June - 2024 Issue. 24

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت حرام بن ملحانؓ پر جب نیزہ کا وار کیا گیا تو گرتے وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا اَللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی مجھے کعبہ کے ربّ کی قسم میں نجات پا گیا

حضرت عامر بن فہیرہؓ کو جب شہید کیا تو ان کے منہ سے بھی بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ یعنی خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ صحابہ کے لئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7؍جون 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج جس سریہ کا ذکر کروں گا وہ سریہ حضرت منذر بن عمرو یا سریہ بئر معونہ کہلاتا ہے۔ یہ دردناک حادثہ بھی 4 ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک یہ سریہ رجیع سے پہلے اور بعض کے نزدیک رجیع کے بعد ہوا۔ یہ واقعہ بھی سریہ رجیع کی طرح دشمن کی بدعہدی اور سفاکی کا بدترین نمونہ ہے۔ اس سریہ کو سریہ بئر معونہ کہا جاتا ہے۔ بئر معونہ مکہ سے مدینہ جانے والے راستے پر بنوسلیم کے علاقے میں ایک کنواں تھا اور اسی نام کا علاقہ بھی تھا۔ اسی وجہ سے اس کا نام سریہ بئر معونہ مشہور ہوا۔ اس سریہ کے امیر حضرت منذر بن عمرو تھے اس لئے اس کو سریہ حضرت منذر بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے سریۃ القُرّیٰ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ سریہ بئر معونہ میں روانہ ہونے والے سب صحابہ نوجوان تھے اور قرآن کے قاری تھے۔

انہی دنوں ایک شخص ابو براء عامری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ مگر یہ مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ اس نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہل نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو اہل نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابو براء نے کہا کہ آپ ہرگز فکر نہ کریں میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں۔ چونکہ ابو براء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحب اثر آدمی تھا آپ نے اس کے اطمینان دلانے پر یقین کرلیا اور صحابہ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرمادی۔ یہ تاریخ کی روایت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بئر معونہ کی تفصیلات میں بخاری کی روایات میں بھی کچھ خلط واقع ہوگیا ہے مگر بہر حال اس قدر یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر قبائل رِعل اور ذَکوان وغیرہ کے لوگ بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ چند صحابہ ان کے ساتھ بھجوائے جائیں اِن دونوں روایتوں کی مطابقت کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ رعل اور ذکوان کے لوگوں کے ساتھ ابو براء عامری رئیس قبیلہ عامر بھی آیا ہو اور اس نے ان کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بات کی ہو۔

بہر حال آنحضرت ﷺ نے صفر 4 ہجری میں منذر بن عمرو انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے۔ تعداد میں ستر تھے۔ قریباً سارے کے سارے قاری اور قرآن خوان تھے۔

اس سریہ کے تعلق میں آنحضرت ﷺ کے ایک مکتوب کا بھی ذکر ملتا ہے جو آپ نے عامر بن طفیل کے نام لکھا تھا۔ یہ شخص بنو عامر کے سرداروں میں سے ایک متکبر اور مغرور سردار تھا۔ امیر لشکر حضرت منذر بن عمرو نے حضرت حرام بن مِلحان کو آنحضور ﷺ کا مکتوب دے کر قبیلہ بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کی طرف بھیجا۔ حضرت حرام بن ملحان نے اپنے ساتھ دو اور ساتھیوں کو لیا اور یہ تینوں افراد چل پڑے۔ حضرت حرام نے اپنے دونوں ساتھیوں کو پہلے ہی بتا رکھا تھا کہ تم میرے قریب ہی رہنا۔ میں ان کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امان دے دی تو ٹھیک ہے اور اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو آپ دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے جانا۔ اس کے بعد وہ خود بے دھڑک اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس چلے گئے۔ وہ بنو عامر کے کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حرام نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کیا تم مجھے اس امر پر امان دیتے ہو کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا دوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ہم آپ کو امان دیتے ہیں۔ حرام ان سے گفتگو کرنے لگے۔ موسیٰ بن عقبی کی روایت میں ہے کہ حرام ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھنے لگے۔ وہاں موجود لوگوں نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کر دیا وہ فوراً حرام کی پشت کی طرف جا پہنچا اور ان پر نیزے کا وار کیا جو ان کے جسم کے آر پار ہو گیا۔ جب حضرت حرام کے آنے میں دیر ہوئی تو مسلمان ان کے پیچھے آئے۔ کچھ دور جا کر ان کا سامنا اُس جتھے سے ہوا جو حملہ کرنے کے لئے آ رہا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ دشمن تعداد میں زیادہ تھا۔ جنگ ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب شہید کر دیئے گئے۔

اس سریہ میں حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

ایک صحابی کہتے ہیں میرے مسلمان ہونے کی وجہ محض یہ ہوئی کہ میں اُس قوم میں مہمان ٹھہرا ہوا تھا جس نے غداری کرتے ہوئے مسلمانوں کے ستر قاری شہید کر دیئے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو کچھ تو اونچے ٹیلے پر چڑھ گئے اور کچھ ان کے مقابلہ میں کھڑے رہے۔ چونکہ دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا اور مسلمان بہت تھوڑے تھے اور وہ بھی نہتے اور بے سروسامان اِس لئے انہوں نے ایک ایک کر کے تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ آخر میں صرف ایک صحابی رہ گئے جو ہجرت میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کا نام عامر بن فہیرہ ہے۔ بہت سے لوگوں نے مل کر ان کو پکڑ لیا اور ایک شخص نے زور سے نیزہ ان کے سینہ میں مارا۔ نیزے کا لگنا تھا کہ ان کی زبان سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ کہ کعبہ کے ربّ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ جب میں نے ان کی زبان سے یہ فقرہ سنا تو میں حیران ہوا اور میں نے کہا یہ شخص اپنے رشتہ داروں سے دور، اپنے بیوی بچوں سے دور، اتنی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا اور نیزہ اِس کے سینہ میں مارا گیا مگر اِس نے مرتے ہوئے اگر کچھ کہا تو صرف یہ کہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ کیا یہ شخص پاگل تو نہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے بعض اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اور اس کے منہ سے ایسا فقرہ کیوں نکلا؟ انہوں نے کہا تم نہیں جانتے یہ مسلمان لوگ واقعہ میں پاگل ہیں۔ جب یہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور انہوں نے کامیابی حاصل کرلی۔ وہ کہتا ہے کہ میری طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں ان لوگوں کا مرکز جا کر دیکھوں گا اور خود ان لوگوں کے مذہب کا مطالعہ کروں گا۔ چنانچہ کہنے لگا کہ میں مدینہ پہنچا اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے وقت ان کے منہ سے جو الفاظ نکلے تھے یہ الفاظ اور صحابہ کے منہ سے بھی نکلے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وہ حفاظ جو رسول کریم ﷺ نے وسط عرب کے ایک قبیلہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجے تھے ان میں سے حرام بن ملحان اسلام کا پیغام لیکر قبیلہ عامر کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے اور باقی صحابہ پیچھے رہے۔ شروع میں تو عامر بن طفیل اور اس کے ساتھیوں نے منافقانہ طور پر ان کی آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے ایک خبیث کو اشارہ کیا اور اس نے اشارہ پاتے ہی حرام بن ملحان پر پیچھے سے نیزہ کا وار کیا اور وہ گر گئے۔ گرتے وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی مجھے کعبہ کے ربّ کی قسم میں نجات پا گیا۔ پھر ان شریروں نے باقی صحابہ کا محاصرہ کیا اور ان پر حملہ آور ہو گئے اس موقع پر حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ جو ہجرت کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے متعلق ذکر آتا ہے بلکہ خود ان کا قاتل جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ ہی یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ یعنی خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ صحابہ کے لئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی۔

اہل مغازی کا اتفاق ہے کہ اس سریہ میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور کعب بن زید کے علاوہ باقی سارے صحابہ کرام کو شہید کر دیا گیا تھا۔ حضرت کعب بن زید خندق کے دن فوت ہوئے اور حضرت عمرو بن امیہ عہد معاویہ میں فوت ہوئے۔ دو افراد حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت منذر بن محمد اونٹوں وغیرہ کو چرانے کے لئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر ادھر ادھر گئے تھے۔ انہوں نے دور سے اپنے ڈیرہ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ان صحرائی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ فوراً تاڑ گئے کہ لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے تو ظالم کفار کے کشت وخون کا کارنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ دور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ نکلنا چاہئے اور مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع دینی چاہئے مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا جہاں ہمارا امیر منذر بن عمرو شہید ہوا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور لڑ کر شہید ہوا۔

کفار نے کعب بن زید پر بھی حملہ کیا تھا۔ یہ حضرت حرام بن ملحان کے ساتھ تھے جس سے وہ شدید زخمی ہوئے اور کفار نے انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا حالانکہ شدید زخمی ہونے کے باوجود ان میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ انہیں شہداء کی لاشوں کے درمیان میں سے اٹھا لیا گیا اس کے بعد وہ زندہ رہے بالآخر انہیں غزوہ خندق میں شہادت نصیب ہوئی۔

حضرت عمرو بن امیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ گرفتار ہو گئے اور مخالفین کے پوچھنے پر حضرت عمرو نے بتایا کہ میں قبیلہ بنومضر سے ہوں اس پر عامر بن طفیل نے عمرو کو پکڑا اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے پھر انہیں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دیا جس نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مان رکھی تھی۔

آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کو واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کی اطلاع قریباً ایک ہی وقت میں ملی اور آپ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ حتی کہ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ ایسا صدمہ نہ اس سے پہلے آپ کو کبھی ہوا تھا اور نہ بعد میں کبھی ہوا۔ مگر اس وقت آپ نے رجیع اور بئر معونہ کے خونی قاتلوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے مہینہ بھر نماز فجر میں قنوت فرمایا جس میں رعل، ذکوان اور بنولحیان پر لعنت کرتے رہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رعل اور ذکوان قبیلوں پر ایک ماہ تک بددعا کی۔ صحیح مسلم میں دعا کے الفاظ اس طرح درج ہیں کہ ”اے اللہ بنولحیان، رعل، ذکوان پر لعنت بھیج اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ غفار قبیلے کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم قبیلے کو اللہ سلامت رکھے۔“

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: فلسطین کے مظلوموں کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ دنیا کی عمومی حالت کے لئے بھی دعا کریں۔ جنگ کے آثار بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو جنگ کے بداثرات سے اور اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ پاکستانی احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ آجکل پھر ان کے لئے مشکلات بڑھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ظالموں سے ان کو بھی نجات دلائے۔ ......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad